خوشی خوشی میں کرو زندگی بسر اپنی
ہر ایک بات میں مدِ نظر ہو دل کی خوشی

Be Fikry

بے فکری

"خوشی اور بے فکری سے جینا ہی زندگی ہے"

دیال فقیر کے ست سنگ کے کلام کا مجموعہ

پبلشرز
دیال فقیر ست سنگ سبھا
25/32 راجندر نگر (پرانا) نئی دہلی
دسمبر ۱۹۵۶ء
قیمت ۸ر
محبوب المطابع پریس دہلی میں چھپا

دیباچہ

کچھ عرصہ سے دیال فقیر دسہرے کے موقع پر خاص ست سنگ کرایا کرتے ہیں۔ پہلے یہ ست سنگ ہوشیار پور میں جہاں ان کی رہائش ہے ہوا کرتا تھا۔ مگر دیکھا گیا کہ اس ست سنگ سے ان کی طبیعت پر بوجھ رہتا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ باہر سے آنے والے ست سنگیوں کی دیکھ بھال۔ ان کی خوراک اور رہائش کے تسلی بخش انتظام کی فکر انہیں لگی رہتی تھی۔ اس بوجھ کو دور کرنے کے لئے پچھلے سال ست سنگ کا انتظام دہلی میں دیال فقیر ست سنگ سبھا کی طرف سے کیا گیا جو بہت کامیاب رہا۔ لہذا اس سال ۱۹۵۷ء میں بھی ست سنگ کا انتظام دہلی ہی میں سبھا کی طرف سے کیا گیا اور یہ ست سنگ سیٹھ درگا داس جی کی درخواست پر اُن کے ہاں (17/C-1 رہتک روڈ دہلی) ہوا۔ خاص بات یہ تھی کہ سیٹھ صاحب اپنے نئے تعمیر شدہ مکان کی چٹھ پرم سنت دیال فقیر چند جی مہاراج فقیر سے کرانا چاہتے تھے۔ لہذا ست سنگ کا ست سنگ ہوا اور چٹھ کی چٹھ ہو گئی۔ گویا کہ ایک پنتھ دو کاج سدھ ہوئے۔

اس ست سنگ میں حاضری پچھلی دفعہ کے ست سنگ سے کہیں زیادہ تھی۔ خوراک کا انتظام پہلے کی طرح دیال فقیر ست سنگ سبھا کے ہاتھوں میں تھا اس لئے باہر سے آنے والے ست سنگی بے فکری سے ست سنگ میں حصہ لے سکتے تھے اور لیتے رہے ست سنگی دور دراز جگہوں سے آئے ہوئے تھے جن میں آسام

ناگپور۔ گوالیار۔ سرسہ۔ امرتسر۔ جالندھر علیگڑھ۔ کانپور اوناتانی (علیگڑھ) کے ست سنگی بھی تھے۔

ست سنگ کے پانچ اجلاس (بیٹھک) ہوئے۔ پہلا ست سنگ ۱۳۔ اکتوبر شام۔ دوسرا اور تیسرا ۱۴ اکتوبر صبح شام۔ چوتھا اور پانچواں ۱۵۔ اکتوبر (صبح و شام) دیال فقیر ہوشیارپور سے ۱۴ اکتوبر کی رات کو تشریف لائے لہذا ۱۳ اکتوبر کی شام کو ست سنگ پیر مغاں صاحب نے کرایا جسے اس کتاب میں داخل نہیں کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان کے ست سنگ کے بچنوں کو الگ کتاب کی شکل دینے کا وچار ہے گویا کہ اس کتاب میں صرف چار ہی ست سنگوں کے بچن داخل کئے گئے ہیں جو دیال فقیر صاحب نے فرمائے۔ ست سنگ کا سلسلہ پر لطف رہا گویا کہ پریم کا دریا امڈ رہا تھا۔ پیر مغاں کی خوش الحانی اور خوش ادائی ست سنگ میں سونے پر سہاگے کا کام دیتی رہی۔

ست سنگ کے سلسلے کے آغاز سے پہلے ہی فقیر صاحب نے مجھے اشارہ کیا کہ میں ان کے بچنوں کو نوٹ کرلوں تو بہتر ہوگا تاکہ یہ اوروں کے کام آسکیں۔ میں نے بخوشی اس کام کو اپنے ذمہ لیا۔ اس کے علاوہ میں اپنی بہتری بھی اسی میں پاتا ہوں کیونکہ ان دنوں مجھے کچھ فرصت تھی میں نے اپنے Notes کو بارہ دن میں صاف کرکے ست سنگ کے بچنوں کو کتابی شکل دے دی ہے اور جو مہرشی جی کے کلام نیر اعظم سے درج کئے گئے ہیں وہ پنڈت جی کی تائید میں درج کئے گئے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ پریمی صاحبان اسے پڑھ کر حظ اٹھائیں گے جنہوں نے اپنے کانوں سے حضوری بچن سنے وہ اور بھی زیادہ لطف پائیں گے۔

امید ہے کہ اردو کے بعد جلد ہی یہ بچن ہندی میں کتابی صورت اختیار کریں گے۔

فقیروں کو علمی بندشیں اپنی بندش میں نہیں لاتیں۔ انھیں اپنے مطلب سے مطلب ہوتا ہے جو مناسب طریقہ سمجھانے کا سمجھ میں آیا اختیار کر لیا۔ اسی اصول پر عبارت کو عام فہم اور آسان بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لئے پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ صرف مطلب سے مطلب رکھیں۔ زبان کا خیال نہ کریں۔ فقط

سب کا اور اپنا بھلا چاہنے والا

موہن لال نیّر

حال مقیم (983۔ شواجی سٹریٹ۔ آریہ سماج روڈ
(قرولباغ دہلی نمبر ۵)
مورخہ 27 $\frac{15}{56}$

شکریہ

اس کتاب کا سارا خرچ شری ترلوک چند جی گورنمنٹ کنٹریکٹر جیند ی گڑھ (پنجاب) جو کہ سیٹھ درگا داس جی کے داماد ہیں، نے برداشت کیا ہے۔ اس لئے دیال فقیر ست سنگ سبھا دہلی کی طرف سے اُن کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور مالکِ کُل کے حضور میں پرارتھنا کی جاتی ہے کہ وہ انھیں ایسے کاموں میں روپیہ صرف کرنے کا حوصلہ دیتے رہیں۔
دیال فقیر صاحب بھی انھیں اپنا آشیرباد دیتے ہیں کہ وہ سُکھی رہیں۔

المشتہر

نندلال سچدیو (عرف آنند دیال) آنریری سکریٹری
دیال فقیر ست سنگ سبھا۔ (25/32 راجندر نگر)
نئی دہلی

نوٹ۔ یہ کتاب صرف ست سنگیوں ہی کے فائدے کے لئے نہیں ہے ہر کوئی اسے پڑھ کر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس میں عام فہم نکتے بکثرت ہیں۔ تعصّب یا کسی خاص گروہ یا مذہب سے واسطہ نہیں ہے۔

ست سنگ کے بچن

پہلی بیٹھک

تاریخ ۱۴۔ اکتوبر 1956ء بروز اتوار وقت ۹ بجے صبح تا ۱۱ بجے

میں ست سنگ شروع کرنے سے پہلے کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ فقیر چند نہ گورو ہے نہ مہاتما۔ میں آپ کی طرح ایک منشیہ ہوں یہ میرا جسم برہمن کے گھر کا پیدا ہوا ہوا ہے۔ برہمن بنس میں پیدا ہونے کی وجہ سے برہمن پنے اور ہندو دھرم کے سنسکار میرے دماغ پر پڑے۔ اس وجہ سے میں بھگوان رام خواہ اُس پرم تتو، جو دنیا کا آدھار ہے، کو پانے کا متلاشی ہوا۔ برسوں کی کرید اور رونے دھونے کے بعد ایک خواب مجھے داتا دیال مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج کے پاس لے گیا۔ اُن کے دربار سے رشیوں اور اُپنشدوں کی تعلیم کا سنسکار ملا اور رادھا سوامی مت خواہ سنت مت کی ہدایات پر چلنے کا حکم ہوا ..... مگر رادھا سوامی مت کی بانی میں ایسے ایسے شبد درج تھے جن سے میرے دل کو ٹھوکر لگی۔ مثال کے طور پر اُن شبدوں کا مفہوم یہ تھا۔

(۱) وید۔ پوران یا شاستر یہ سب جیو کی جان کو مارتے ہیں۔

(۲) سنت ایشور اور پرمیشور کے پیدا کرنے والے ہیں۔ وغیرہ۔ وغیرہ

اس کے علاوہ "مایا سمواد" میں مت متانتروں کا کھنڈن کیا ہوا تھا۔ بدیں وجوہات میں سخت دُبدھا میں پڑ گیا کہ اس دائرہ میں رہوں یا اسے جواب دے دوں

دوگونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبتِ لیلےٰ و فرقتِ لیلےٰ

کہتے ہیں کہ اگر سانپ چھچھوندر کھا جائے تو کوڑھی ہو جاتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دے تو اندھا ہو جاتا ہے۔ میں بھی قریب قریب ایسی حالت میں ہو گیا۔ کافی دیر سوچنے کے بعد میرے دل نے گورو کے حکم پر سختی سے پابند رہنے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلہ سے میری دبدھا چھوٹ گئی۔ چنانچہ میں داتا دیال کے حکم کے مطابق زندگی گذر کرنے لگا۔ اور اسی سلسلہ میں ملازمت کے دوران میں میں نے بصرہ اور بغداد میں بارہ سال بیوی سے الگ رہ کر تپ کیا۔ ان دنوں میری یہ خواہش تھی کہ جو کچھ فیض یا فائدہ مجھ کو اس راستہ پر چلنے سے حاصل ہوگا اس کی بابت "کھلم کھلا" دکھیا ریوں کو جب تک زندگی رہے گی بتاتا رہوں گا۔۔۔۔ اور اب یہ میری خواہش کا نتیجہ ہے کہ میں بندھا ہوا مجبوراً "یہ ست سنگ کی ڈیوٹی نبھا رہا ہوں۔ موج!

اس کے علاوہ میں فقیر ہوں اور داتا نے مجھے فقیری کا سنسکار دیا۔ اس لحاظ سے بھی بیلک خواہ خلقِ خدا کی سیوا کا فرض مجھ پر عائد ہوتا ہے داتا دیال فقیر کے کئی نکتے بتاتے ہیں جن کا ذکر "فقیر پرشاد" نامی کتاب میں پورے طور پر آیا ہے۔ اس سلسلہ میں بھی مجھے ان کی ہدایت ہے کہ بنی نوع انسان کو سکھ پہنچاؤں اس لئے یہ ست سنگ کا

سلسلہ جاری ہے

گورونانک صاحب کی بابت ان کے زمانہ میں عام کہاوت تھی
"آوے گیا بابا وید روگیاں دا (مریضوں کا معالج بابا نانک آگیا)"
وہ بڑے بھاری سنت تھے۔ ان کا کام سکھ پہنچانا تھا۔ میں بھی اسی لائن میں ہوں۔ جتنا بھی سکھ پہنچانے کا کام مجھ سے ہو رہا ہے کر رہا ہوں۔

رادھا سوامی دیال جو رادھا سوامی مت کے بانی ہوئے ہیں نے سالہا سال پنا گلی آگرہ میں تپ کیا اور اخیر میں یہ فرمایا:۔

".... تمری جنتا میں من دھاری ....
یہ کرنی میں آپ کراؤں پہنچاؤں دھر دربار ...."

"کرنی" نام کا جپنا ہے یہ وہ ہے جس سے آپ اس رچنا یا دنیا کے دکھوں سے بچ سکتے ہیں۔ یہ نام آپ کو آپ کے گورو دے رہے ہیں۔ اس کے بغیر آپ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہ منزل مقصود صاف لفظوں میں "اجنت تیا" ہے۔ گرتیہ معیت اور سختی کا راستہ نہیں ہے۔ گورو کے پاس متھا ٹیکنا۔ پھول چڑھانا روز روز آنا یا دو دو گھنٹے ابھیاس کرنا اور دان کرنا اس رستے کی شرائط نہیں ہیں۔ کیوں؟ سوامی جی کے شبد کے مطابق
"یہ کرنی میں آپ کراؤں" گر شرط کیا ہے یا کرنی کیا ہے؟
اچنت رہ دھرو پیارا

اس لئے اے رادھا سوامی مت کے آچاریو! گوروؤ! شاگردوں کے کانوں میں دو دو گھنٹے ساری زندگی انگلیاں ڈلوا کر

ابھیاس کروا کر کیوں اُن کی صحت کو خراب کر رہے ہو۔ خبردار!
یہ بات بھی دھیان میں رکھنی چاہیئے کہ یہ فضل کا راستہ ہے نہ کہ عدل کا۔ چونکہ گورو کی ذات پر دشواس نہیں آتا اس لئے مجبوراً میرے جبیوں یا دھرم داس (جو کبیر کا شاگرد تھا جس نے ساری دولت کبیر صاحب کے چرنوں میں بھینٹ کی تھی) جبیوں کو کچھ سادھن اور زیادہ بانی سے سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ کبیر صاحب فرماتے ہیں:—

سادھو بھجن بھید ہے نیارا
کا مالا مدرا کے پہرے۔ چندن گھسے للارا — مستک
منڈ منڈائے سر جٹا رکھائے انگ لگائے چھارا — خاک
کا پانی پاہن کے پوجے کند مول پھل ہارا
کہا نیم برت کینے جو نہیں تتو وچارا
کیا گائے کیا پڑھ دکھلائے کیا بھرمے سنسارا
کیا سندھیا ترپن کے کینے کیا کھٹ کرم اچارا
جیسے بدھک اوٹ ٹاٹی کے ہاتھ لئے بکھ چارا — قصائی۔ زہر
جیوں بک دھیان دھرے گھٹ بھیتر اپنے انگ بکارا — بگلا
دے پرچے سوامی ہوئے بیٹھے کریں حوشتے لوہارا
گیان دھیان کرم نہ جانیں باد کریں تہکارا — بکواس۔ بے فائدہ
پھونکے کان کمت اپنے سے بوجھا لیو سر بھارا
بن ستگورو گورو کینے بہ گئے لوبھ لہر کی دھارا
گہر گمبھیر پار نہیں پاویں کھنڈ اکھنڈ سے نیارا
درشٹی ایا ر چلو کوئی نہیں کٹے بھرم کے جارا — جال

نرمل درشٹ آتما جاکی صاحب نام ادھار
کہیں کبیر سنتو وہی جن آوے میں تین تجے دکار

یہ کبیر صاحب کا شبد ہے وہ فرماتے ہیں کہ بھجن کا بھید ان ظاہر اکرموں سے (جن کا ذکر اوپر کے بھجن میں آیا ہے) نیارا (الگ) ہے۔ داتا دیال مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج ورمن ایم اے کا کتھن بھی اس بارے میں جو "نیر اعظم" نامی کتاب میں آیا ہے سن لیجئے

تپ کریں یہ جب کریں سمرن بھجن
رات دن سہتے رہیں رنج و محن
ان سے کیا ہوتا ہے ان سے ہوگا کیا
یہ کہاں پائیں گے دیدار خدا
مخمصوں میں کفر و دیں کے جو پھنسے
شیطنت کے غار میں آکر دھنسے
یہ نہ سمجھیں گے کبھی کیا فضل ہے
یہ نہ جانیں گے کہ کیوں کر عدل ہے
تن پرست و زن پرست و زر پرست
عیش نفسانی میں سب رہتے ہیں مست
ہے اسی کے واسطے ان کا وجود
خوش رہیں حاصل کریں بود و نمود
نیر اور نہ کر ان کا خیال
کر کے استغنا کا حاصل اب کمال

ابھیاس ذریعہ محض ہے۔ اس کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ ہم اجیت

بے غم بے فکر اور سُکھی ہو جائیں۔

ہم گرہستی ہیں۔ بال بچوں والے ہیں۔ گھر بار والے ہیں۔ بیوپار بھی ہے۔ ہمارے کرم جنگلوں میں رہنے والوں سے مختلف ہیں۔ اور میں یقین سے اپنے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ جس منزل پر وقت پر گرہستی پہنچ سکتا ہے جنگلوں میں رہنے والے بڑے بڑے گیانی دھیانی نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے علاوہ اس میں ایک راز ہے۔ کیا؟

من کے مارے بن گئے، بن تج بستی مانہہ
کہیں کبیر کیا کیجئے یہ من مانے نا ہنہ

سارا کھیل من کو سدھانے کا ہے چاہے آپ کہیں رہیں۔

میں تو یہاں تک کہوں گا کہ ایک شخص جو گھر میں بال بچوں میں رہتا ہے اور ست سنگ کی بدولت راز سے واقف ہو کر بال بچوں اور اوروں کو مالک کا روپ سمجھ کر اُن کی سیوا کرتا ہے ایسے بشر سے جو پبلک کا پرُاپکار کرتا ہے زیادہ اچھا ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ پبلک سیوا کرنے والے کو مان عزت مل جانے سے مغرور ہو کر گر جانے کا بہت خطرہ ہے جو گھر میں رہ کر سیوا کرنے والے کو نہیں ہو سکتا۔ اس کو سیوا کرتے ہوئے بھی جھاڑیں سہنی پڑتی ہیں۔ اور وہ اکثر نکتہ چینی کا شکار ہوتا ہے۔

میرا ست سنگ عالمانہ نہیں عام مُلانہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی بھائی ست سنگ سے صرف ایک نکتہ بھی لے جاوے اسے سہولت سے زندگی گزارنے میں بہت مدد ملے گی۔ لمبی چوڑی فلاسفی میں کیا رکھا ہے! میں یہ کہوں گا کہ ہم سب ایک ہی مالک کے بچے ہیں اس لئے نفرت نام

کو بھی نہ ہونی چاہئے بلکہ سچے دل سے جو سیوا کوئی کر سکے اسے ضرور کرنی چاہئے اور اس بات کا خیال نہ کرتے ہوئے سیوا ہو کہ اس کی سیوا کی قدردانی ہورہی ہے یا نہیں۔ گھر والوں سے سیوک کو زیادہ تر سیوا کرتے ہوئے بھی نکتہ چینی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ مگر اس بات کی سچے سیوک کو پرواہ نہ ہونی چاہئے۔

جن گھروں میں دکھ ہوتے ہیں وہی لوگ سادھوؤں کے پاس دوڑے جاتے ہیں۔ روگی اشانت، اور وہمی پُرش سادھوؤں کے پاس جاتے ہیں۔ سادھو اور مہاتماؤں کو چاہئے کہ وہ خیر خواہی سے ایسے آدمیوں کو راہ پر لگائیں مگر اکثر ایسا نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس کے برعکس سیدھے سادے آدمیوں کو سادھوؤں اور مہاتماؤں نے اس بُری طرح جال میں پھنسا رکھا ہے کہ اُن کا وہاں سے نکلنا سخت مشکل ہو رہا ہے۔ پرمارتھ تو کوسوں دور رہا۔ کیونکہ آسان بات کو مشکل بنا کر بھرموں میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔

مجھے داتا دیال شیوبرت لال جی مہاراج کا حکم ہے کہ میں نبل اُبل اور اگیانیوں کی خدمت کروں اور انھیں گورو کے دیش لے جاؤں۔ لہٰذا جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے میں اس سلسلہ میں کر رہا ہوں اور اس بات کی بھی پرواہ نہیں کرتا کہ میں اس وقت 72 سالہ بوڑھا ہو گیا۔ میں لوگوں کو درپردہ موجودہ ظاہرا رواج کے موافق "نام" نہیں دیتا۔
نام کیا ہے؟ نام کے معنی سمجھ۔ گیان کے ہیں جس سے سکون

اور شانتی ملتی ہے۔ سنت کی بانی کو نام سمجھیئے۔ اس پر عمل کرنے سے من کی استھرتا اور چنچلتا دور ہوگی۔ سمرن دھیان اور بھجن کا عمل من کو ستھرتا میں لانے کے لئے بہت ہی مفید ہے مگر جیسے کہ سنت کرپال سنگھ جی کہا کرتے ہیں اس بات کا دھیان رکھئے کہ یہ ذریعہ محض ہیں مقصد نہیں مقصد تو اُحیت پتا ہے جس کو حاصل کرنا ہے اس سلسلہ میں چار باتیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

پہلی بات

ہمارے گھر کے جتنے دکھ ہیں ان کا علاج "عملی زندگی" میں چھپا ہوا ہے۔ فرض اور ڈیوٹی کو اچھی طرح نبھاؤ۔ نشکام سیوا کا مطلب ڈیوٹی کو نبھانا ہی تو ہے۔ اور اگر گھر والوں کی نکتہ چینیوں اور جھڑکیوں کی بوچھاڑ سہتے ہوئے آپ نہ گھبراتے ہیں نہ ڈولتے ہیں تو یہ سمجھئے کہ آپ سنتوں اور فقیروں سے برتر ہیں۔ سوچئے۔ سنت بنا کیا ہے؟ جو اپنے چت کی ورتی کو اڈول رکھتا ہے۔ وہ سنت ہے جس میں سہن اور شیلتا ہے اور گھبراتا نہیں۔ وہ سنت ہے۔ اس لئے گھر میں رہتے ہوئے نہ گھبرانا اور نہ ڈولنا سنت بنا نہیں تو کیا ہے۔ گھر میں رہتے ہوئے گھر والوں کی نشکام سیوا ایسا گر ہے جس سے آپ کو ہمیشہ خوشی ملیگی۔ میں خود اسی پر عمل کرتا ہوں اور خوش رہتا ہوں۔ میں آسمان سے نہیں اترا جس کی وجہ سے خوش نظر آتا ہوں۔ یہ صاف اور سچی باتیں ہیں۔

کہا گیا ہے خیرات گھر سے شروع ہوتی ہے۔ Charity begins at home یہ صحیح ہے۔ پہلے گھر والوں کی سیوا پھر اوروں کی۔ اس سیوا سے آپ کو یہ فائدہ ہوگا کہ آپ کا دل دکھ

اور مصیبت کو کم محسوس کرے گا بلکہ مشتق سے دکھ اور مصیبت آپ کی نظروں سے غائب ہو جائیں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کی عملی زندگی کی بدولت دوسروں کی زندگیاں بدل جائیں۔ اس وقت گویا آپ گورد کا کام کریں گے۔ مگر۔ شرط یہ ہے کہ سیوا نشکام ہو اور فرض کے طور پر ہو۔ یہ ایک نکتہ ہے جو میں بتا رہا ہوں۔ اسے ست سنگ سمجھئے اور یقین رکھئے کہ ڈھائی گھڑی کا ست سنگ سو برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ حضور سانوے شاہ (بابا ساون سنگھ جی مہاراج) بھی اکثر ایسا ہی فرمایا کرتے تھے۔

اپنے چت کی ورتی کو اڈول رکھنے کا دھیان رکھئے اور اس چکر میں نہ پڑئے کہ اندر روشنی اور شبد نہیں کھلے یا کم کھلے ہیں۔ مقصد تو صرف بہتر عملی زندگی ہے اور بس! اگر آپ کو کسی کی بات سن کر غصّہ نہیں آتا اور نہ ہی کر طعنا شروع کر دیتے ہو تو سمجھ لیجئے آپ سنت ہیں ورنہ حالت برعکس۔

دوسری بات

جو کچھ میں نے کہا ہے اُسے سکھ اور شانتی سے گذارا کرنے کا ایک طریقہ سمجھئے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنی زندگی کی ضرورتوں کو اپنی آمدنی تک محدود رکھئے۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو لاکھ نام جپئے اشانتی اور دکھ حصّہ میں آئیں گے۔ اس بارہ میں انگریزی کی کہاوت

Cut your coat according to your cloth

دھیان میں رکھنے قابل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرضہ مت لیجئے لوک لاج کی پرواہ نہ کیجئے جیسا کہ رادھا سوامی دیال نے فرمایا ہے

"لوک لاج کو تیاگو ......" قرضہ لیکر شادیاں کرد گے تو نتیجہ بُرا ہوگا۔ اشانتی حصہ میں آئے گی۔ مہاتما لوگوں کو بھی اگیان سے۔ اپنی ہمت سے زیادہ پیسہ بھینٹ کر کرکے اپنا ستیاناس کر لوگے اور پیچ پوچھئے تو یہ بناوٹی مہاتما جو پیسہ بٹورنے کے درپے ہیں تمھیں کہیں کا بھی نہ چھوڑینگے آپ کو خود خبردار رہنا چاہیئے۔

تیسری بات

انسان کا من چنچل ہے ٹکتا نہیں۔ اس کا علاج ؟ علاج یہ ہے کہ ہر وقت کام میں مصروف رہیئے۔ بیکاری سے پرہیز ہو۔ جن شخصوں کو کام کرنے کی عادت نہیں اور بیکار رہتے ہیں۔ یا دل لگا کر کام کرنے کی عادت نہیں اُن کی ورتی اندر میں ہرگز نہیں جم سکتی۔ پہلے باہری کام میں دل لگانا سیکھو۔ یہ ضروری ہے تب پرمارتھ کے راز سے واقف ہو سکوگے مجھے دیکھئے اتنی عمر ہوگئی کام کرتا رہتا ہوں۔ کئی چنچل ورتی والی عورتیں میرے پاس آتی ہیں۔ چونکہ میری نیت اُن کو سُکھ پہنچانے کی ہے ..... پالیسی سے کام لیکر انھیں کہہ دیتا ہوں کہ روئی لا کر سوت کاتیئے۔ سوت سے پھر مجھے کپڑا بنوا دیجئے اور جب تک سوت کا تو میرا دھیان کرو۔ کچھ عرصہ اس طرح انہیں لگ جاتا ہے۔ اُن کی چنچلتائی میں خود بخود کمی آنی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر کیا ہے ابھیاس کرو یا کچھ اور کام۔ کامیابی ہو گی اور خوشی ملے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسان کا دل لگا کر کام کرنا ہی ایک قسم کا بھجن ہے باہر ورتی ٹکتے ہی اندر کام بنا بنایا ہے یہ ایک راز ہے

چوتھی بات

شانتی حاصل کرنے کا چوتھا طریقہ یہ ہے کہ آپ کو "بے ڈر" ہونا چاہیئے

میرے جیون کے تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ یہ برہمچریہ جس کا جی جانتے
ہیں بہت ہی آسان ہے۔ مگر ان کے لئے نہیں جن کی زندگی وشے وکار
میں گزری ہے جن جن لڑکوں نے (پوری جوانی Maturity)
سے پہلے اپنے برہمچریہ کو غلط طریقے سے کھویا ہے اُن کی قسمت میں رونا اور
دھونا رہے گا۔ انسان کی اشانتی کا سبب کیا ہے اسے میں اپنے تجربہ کی
بنا پر خوب سمجھتا ہوں۔ کوئی مجھے غلطی سے اہنکاری کہہ لیوے مگر میں
قانونِ قدرت سے ماہر ہوں۔ انگریزی میں ایسے شخص کو
Master of Law of Nature کہا جاتا ہے اور سچ پوچھئے
تو ایک ماہر ڈاکٹر ہی جسمانی مشین کا پورا علم رکھنے کے سبب صحیح تشخیص
(Diagnosis) کر سکتا ہے۔ اسی طرح میرا حال ہے کہ کسی کے
اشانتی کے اسباب بتلا سکتا ہوں۔ یہ بھی یاد رہے کہ جن جن پُرشوں
کی بچپن میں شادی ہوئی یا اُن کے ماں باپ میں اشانتی رہنے کا نقص رہا
اُن میں اشانتی کا آنا سوابھاوک ہے۔ میں بھی جب تیرہ برس کا تھا میری
شادی ہو گئی۔ سولہ برس کی عمر میں گرہست میں داخل ہو گیا۔ ایسی صورت
میں مجھے بھی سخت اشانتی کا سامنا کرنا پڑا۔

پس ضروری ہے کہ لڑکیاں اور لڑکے مناسب عمر تک برہمچاری
رہیں۔ ایسا نہ کرنے سے کوئی نام آپ کو شانتی یا فائدہ نہ دے سکے گا
اور یہ بات میں بڑے دعوے سے کہتا ہوں۔

میں آپ سب کا ہمدرد ہوں اور خاص کر ان کا جو اشانتی کو
دور کرنے کے لئے سادھو مہاتماؤں کے دروازے پر بھیک مانگتے
ہیں۔ ایسے دکھیوں کی مدد کے لئے ہی میرا ظہور ہے۔ ایسا داتا دیال مہرشی

شیوبرت لال جی مہاراج نے فرمایا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اے انسان تیرے پردیا کرنے والا تیرا اپنا کرم ہے کیوں اس کو ٹھیک نہیں کرتا۔ تو شیر کا بچہ ہے تو ست پرش کا انش ہے۔ تو اگیان کے تسمی اگر راز کو نہ سمجھ کر آرت بن کر تیرتھوں مندروں وغیرہ میں جا کر جھولی پھیلا رہا ہے۔ اس سے عارضی تسکین تو ملتی ہے مگر پورا فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ تیری شان کے شایان نہیں۔

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنئے اور سوچئے۔ ہم دکھی کیوں ہیں۔ کیونکہ فکر اور چنتا میں رہتے ہیں۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ بچپن میں بے فکر ہوتے ہوئے اب ہم چنتا میں پڑے رہتے ہیں۔ سنئے مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج کیا فرماتے ہیں۔

جب نہ تھی عقل تو بے فکر تھے ہم
اب تردد میں پڑے ہیں عاقل و دانا ہو کر

نشکام سیوا اور فرض کو پورے طور پر نبھانے سے یہ چنتا خود بخود غائب ہو جاتی ہے۔ کوئی وقت تھا۔ میں بھی اپنی بیوی کی شکایت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ داتا کو شکایت لکھ بھیجی۔ انھوں نے جواب میں لکھا کہ جب بھاگیہ وتی (میری بیوی کا نام ہے) بھاگ (حصہ) میں آگئی اب بھاگنے سے کیا فائدہ۔ اب کیسی کمی اور کیسی شکایت!
جوں جوں میری نگاہ اونچے چڑھتی گئی میں اس میں بجائے اوگنوں کے گن دیکھنے لگا۔ اور وہ بھی اب اتنی سیوا کرتی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اس بڑھاپے میں میری خوب سیوا کرتی ہے یہاں تک کہ میرا پیشاب تک بغیر کراہیت کے اٹھاتی ہے۔ حقہ تیار کرتی ہے

یہ شکایتیں آپ کی ان سمجھی ظاہر کرتی ہیں۔ ورنہ یہاں کون ایسا بشر ہے جس میں گُن نہ ہوں۔ اب حضور جی کا کلام سنئے کیا خوب فرماتے ہیں۔

"جو شکایت کرتے رہتے ہیں وہ دنیا دار ہیں
جن کو شکوہ ہی نہیں وہ محرم اسرار ہیں"
(مہرشی شیوبرت لال جی)

جب انسان کی نگاہ اونچے چڑھ جاتی ہے پھر کیا ہوتا ہے۔

دنیا اپنے لئے ہے فردوس بریں
دل ہو گیا پاک خالی از رشک و کیں
ہیں صد شکر ہے خدا کی رحمت (مہرشی شیوبرت لال جی)
ہے رحم و کرم کی فضل کی جا فرش زمیں (از بیز اعظم)

میں آپ لوگوں کو لوک لاج کا خیال نہ رکھ کر اپنی کمیاں اور گھریلو حالات بتاتا رہتا ہوں۔ کیوں؟ کیونکہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔ میری نیت صرف اتنی ہے کہ کسی نہ کسی طرح آپ بات سمجھ کر سُکھ پا سکیں اور بس! دوستو! ہسپتال میں بیمار جایا کرتے ہیں نہ کہ تندرست۔ تندرست جائیں گے تو ڈاکٹر کو پریشان کر دیں گے اسی طرح ست سنگوں میں اور میرے ہاں صرف دکھی لوگ آتے ہیں سُکھیوں کا میرے یہاں کیا کام۔ لہذا مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ میں دل و جان سے اُن کا دکھ دور کرنے کے لئے جتن کروں۔

میں کوئی دعویٰ نہیں کرتا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں یہ اُن کا صحیح علاج ہے۔ میں اپنی سمجھ کے مطابق انھیں ان کا دکھ دور کرنے کی رائے

دیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی ست سنگ ہے۔ اس کے علاوہ میں اب کسی مذہب و ملت کا پیروکار نہیں رہا۔ وجہ؟ یہ ذریعہ محض میں اصلیت تک پہنچانے کے لئے۔ میں منزل مقصود تک پہنچ گیا اور یہ سب مہرشی جی کی کرپا کی بدولت ہوا۔ انھوں نے مجھے راز بخشا یا ایسی کنجی دے دی جس سے شکھوں کا قیمتی صندوق کھول لیا گیا ہے

آپ لوگ دور دراز سے میرے ست سنگ کے لئے آئے ہیں اس لئے میرے سر پر ذمہ داری ہے کہ میں پاکھنڈ سے پرہیز کرتا ہوا آپ کو اصلیت کی باتیں بتاؤں۔ اور اگر میں آپ کو دھوکے میں رکھتا ہوں تو میں مجرم ہوں گا۔ کیسا مجرم؟ اخلاقی و سوشل مجرم۔ مگر میں آپ بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اور آئندہ کہوں گا وہ بے لاگ و بے لپیٹ ہوگا۔ اور میرے ذاتی تجربات کی بنا پر ہوگا۔ نہ کہ سنی سنائی باتیں۔ ہاں! میں پھونک نہیں مارا کرتا۔ نہ اور مہاتماؤں کی طرح جھوٹی ملتلی دیتا ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مذہبی رہنماؤں اور مذہبوں نے آپ کی آنکھوں میں دھول ڈال رکھی ہے اور آپ کو بھرما رکھا ہے اور یہ سب سوامی جی کی بانی کے مطابق جیودں کی جان مارتے ہیں۔ مہرشی جی مہاراج کی پوتر بانی اس بارے میں کیا کہتی ہے سنئے:-

دنیا کیا ہے؟ طلسم۔ فریب خیال ہے
دین کیا ہے؟ قید و بند کا وہم کمال ہے

ایک دن شری گوپال داس جی جو امرتسر کے رہنے والے ہیں

نے پرن کیا کہ جب تک انہیں میرے درشن نہ ہوں گے وہ ان پانی نہ استعمال کریں گے۔ مجھے اس بات کا کوئی علم نہ تھا۔ میں کسی کام سے اسٹیشن پر آنکلا اور وہ بڑے خوش ہوئے۔ میری بہت تعریف کی کہ میں انتریامی ہوں۔ دراصل مجھے اس کی بابت یا اس کے پرن کی بابت کوئی علم نہ تھا۔ سچ پوچھئے تو اس میں اس کی زبردست خواہش کا شمول تھا جو مجھے کھینچ کر وہاں لے آئی ورنہ اور کوئی راز اس میں نہیں ہے اور مہاتما ایسی باتوں کو چھپاتے ہیں لیکن میرا طریقہ مختلف ہے۔ وہ میری باتوں کو کفر سمجھتے ہیں۔ سمجھیں۔ میں بے غرض فقیر ہوں جس کو حضوری سنسکار ملا ہوا ہے۔ یہ فرق ہے۔ خیر!

آپ لوگ نام تو جپتے ہو۔ مگر بے اخلاق ہو۔ بُری بُری باتیں سوچتے رہتے ہو۔ کوئی سوچتا ہے کہ اس کا بھائی مرجائے تو اچھا ہو۔ تاکہ اسے اس کی دولت ہاتھ لگ جائے۔ کوئی سوچتا ہے کہ اس کی بہو کم جہیز لائی ہے وہ مرجائے تو وہ اور شادی کرے تاکہ کسر پوری ہو جائے وغیرہ وغیرہ۔ جب تک آپ لوگوں کے یہ وطیرے نہ جائیں گے لاکھ نام جپئے یہ تم کو لے ڈوبیں گے

ایک دفعہ میں داتا دیال کے پاس لاہور گیا۔ ان دنوں چُمن ان کی لڑکی جو گوری شنکر لال اختر کی بیوی تھی گذر گئی۔ داتا دیال نے فرمایا "میری لڑکی گذر گئی۔ یہ میرے کرم کا پھل ہے" پھر فرمانے لگے۔ میں جب موجودہ راستے پر چلنے لگا۔ مجھے خیال آیا کہ جس کا دنیا کا

بندھن کم ہو وہ جلدی منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ اسی لئے میرا قبیلہ کم ہے اور کم ہوتا جا رہا ہے"۔ یہ صحیح باتیں ہیں دراصل کچھ عرصہ پہلے اختر صاحب مجھے کہا کرتے تھے کہ اگر ان کی بیوی مر جائے تو پھر دہ خوب نام جپے ــــہ۔ اور ایسا ہی ہوا کہ اُن کی بیوی (چمن) گذر گئی۔

میں نے دل کی کتاب پڑھی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ خیال میں کس قدر طاقت ہے اس لئے تم کو کہوں گا کہ جو سوچو اچھا سوچو ورنہ مصیبت میں پڑ جاؤ گے۔ یہ بُرے بُرے خیال تمھاری اشانتی کا کارن ہیں۔ یہ تم کو منزلِ مقصود تک جو "اجنت پتا" ہے نہ پہنچنے دیں گے۔ اجنت پنے میں نڈرتا اور نرویرتا ہے۔ جب تم "اجنت پنے" تک نہ پہنچ سکو گے یہ نڈرتا۔ نرویرتا تم میں کیسے آئیں گی یا اجنت پنے کو حاصل کرنے کے لئے بھی آپ کو خاص نیموں کا پالن کرنا پڑے گا۔ جو داتا دیال کی اس بانی سے ظاہر ہیں۔

جس کے من نہ چنتا دیا پے حق میں وہی ہے اس فقیر
اُبھے رہے چت گورو پد راکھے دھیر سُر گمبھیر
شانت بھاؤ ہو ہلہ ریر نارتھ کبھی نہ ہو دِلگیر
اپنی پیر نہ اُر میں سالے لکھے پرائی پیر
پر کی نِند نہ جیسے سالے وہ ادھرم بے پیر
اپنا روپ سنبھالے پل پل کاٹ موہ زنجیر
یہ فقیر ہے گورو کو پیارا مہان ہے جیت دھیر
چاہ گئی چنتا بھاگی آیا بھو ندّی کے تیر

میں کسی کو رادھا سوامی مت کا غلط پیروکار نہیں بنانا چاہتا
رادھا سوامی مت کے معنے ہیں ست پرش رادھا سوامی کی رائے جھگڑے
کی باتوں میں در اصل کیا رکھا ہے۔ میں خود مسلمان بھی ہوں سکھ ہوں
ہندو ہوں اور بھی جتنے مذاہب ہیں ان کا پیروکار ہوں گو یا کہ
Sectarian نہیں ہوں سب کا ہوں Sectarian
متعصبی ہو جاتے ہیں اور تعصب ہی تنگدلی ہے جو انسانی ترقی کو ہر وقت
روکتی رہتی ہے۔ میں نے داتا دیال کی زندگی سے یہی سمجھا ہے۔

میں نے جو کچھ کہا اس کو ذہن میں رکھنے کے لئے پوری کوشش
کیجئے۔ اس سے آپ کو لابھ ہوگا تجربہ کر دیکھئے۔ اس سے اگلے ست سنگوں
میں من کے جگت کا اور آتما کے جگت کا ورنن کیا جائے گا۔ جن پرشوں
کی درتی باوزن جسم دل اور روح تینوں میں برابر بٹا ہوا ہے وہ اپنے
جیون کو سکھ سے گذار سکتے ہیں۔ جو کیول روحانیت پسند ہو گئے
وہ بھی ڈوبے۔ جو جسم پرست ہو گئے وہ بھی مرے۔ جو شخص من کی حد
تک رہ گئے وہ بھی زندگی کے پورے سکھوں سے محروم رہے۔ اس
بارہ میں کبیر صاحب فرماتے ہیں۔

"کبیرا تینوں تار ملائی"

تن درستی۔ من درستی۔ روح درستی ضروری ہیں۔ داتا دیال نے بھی
اپنے آخری شعر میں جو "نیّرِ اعظم" میں آیا ہے یوں فرمایا ہے۔

نیّر! دعا یہ دیتا ہوں باصدق و دل تجھے
راحت میں دل کے ساتھ ہی سب جسم و جاں رہے

اسی کو سم اوستھا یا Balanced State کہتے ہیں۔

جب تک کہ یہ ہم اوستھا نہ آئے گی زندگی راحت بخش نہ ہوگی۔ کسی عامل کا جو خود ہم اوستھا میں رہتا ہو۔ اگر خوش قسمتی سے ست سنگ ملتا ہے تو یہ اوستھا جلد حاصل ہو سکتی ہے اور میں آپ لوگوں کو جن کو واقعی کچھ حاصل کرنا ہے یہ کہوں گا کہ ست سنگ کے سمے نظر میرے چہرے اور میری آنکھوں پر رہے اور اگر ایسا کرنے سے آپ کے مانسک و آتمک دکھ دور نہیں ہوتے تو میں اپنی زندگی کو بے فائدہ اور بے مصرف سمجھتا ہوں۔ کیوں؟ کیونکہ وہ سنت ہی کیا ہوا جس کے ست سنگ سے بے فکری کی دولت یا سکون خوشی مستی نہ ملے ...... اور دنیاوی نقطۂ نگاہ سے (گو مثال بھدی ہے) یوں سمجھو کہ ایک عورت جو اپنے پتی کو کام وش نہیں لا سکتی وہ ہیجڑی اور پھوہڑ ہے۔ سچے معنوں میں عورت کے اوصاف اس میں نہیں۔

میں یہ ست سنگ کا کام خود بخود نہیں کر رہا ہوں بلکہ دھرا باندھا ہوا اور مجبوراً ایسا کر رہا ہوں۔ میں ایک دفعہ ۱۹۴۲ء میں اپنا پیچھا چھڑانے کی غرض سے سانولے شاہ (حضور بابا ساون سنگھ جی مہاراج) کے پاس بیاس پہنچا۔ عرض کی "داتا کا حکم ہے۔ مگر آپ حکم دیں تو یہ سنت ستسنگ کا کام چھوڑ دوں" آپ نے فرمایا "تم کیوں اس کام کو چھوڑنا چاہتے ہو؟" میں نے کہا کہ میں نے تو سچ بولنا ہے۔ جھوٹ مجھ سے بولا نہیں جاتا سچی بات سن کر بہت سے بھائی مجھ سے ناراض ہوں گے حضور نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور کہا " میں تیری پشت پناہ ہوں تو کام کر" میرے سر پر یہ فرض اور ذمہ داری ہے اس لئے جوں توں

اسے سنوار رہا ہوں۔

لوگ کہتے ہیں کہ میرے پاس دینے کو بہت کچھ ہے مگر میرا خیال کچھ مختلف ہے اور مہاتما لوگ میری سمجھ میں ہیر پھیر کرتے ہیں مگر مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا کیونکہ میری ضمیر اجازت ہی نہیں دیتی۔ تھوڑے دن ہوئے اٹارسی کی ایک ست سنگن مر گئی۔ کہتے ہیں کہ جب وہ مرنے لگی میں اس کے لئے ایک پالکی لے آیا (وہ ایسا کہنے لگی) اور اس میں بٹھا کر اسے ایک اچھی خاصی جگہ لے گیا۔ وہ یہ بھی کہتی تھی کہ اس وقت میرا چہرہ سورج کی طرح منور تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے اس واقعہ کا قطعی کوئی علم نہیں بلکہ یہاں تک کہ اس عورت کو بھی نہیں جانتا۔ البتہ اور مہاتما ایسی ایسی وارداتوں کو اپنا ذریعۂ معاش بنا کر ست سنگیوں سے خوب روپیہ بٹورتے ہیں اور عزت لیتے ہیں۔ مجھے آپ کو لٹتے دیکھ کر رحم آتا ہے اس لئے میں سچی سچی باتیں آپ کو بیان کر تا رہتا ہوں تاکہ تم خبردار رہو۔ کوئی پوچھ سکتا ہے کہ آخر اس عورت کے اندر اس وقت کون تھا جو بقیر جنید یا پالکی کی شکل میں آیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اپنے ہی انسانی خیالات ہیں۔ خواب میں جو تماشے سب کو نظر آتے ہیں ان کا ظہور بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ ایسے ایسے کئی واقعات مجھے سنائے جاتے ہیں مگر حقیقت کیا ہے۔ وہی جو میں نے اوپر بیان کی۔

موجودہ مذہبی جھگڑے اپنی کم عقلی اور مطلب پرستی کی وجہ سے ہیں۔ جیو اگیانی ہیں۔ سب آپس میں لڑ رہے ہیں یہ اگر طوفانِ بدتمیزی نہیں ہے تو اور کیا ہے! جن کو اصلیت سے واقفیت ہے وہ ان جھگڑوں میں کب پھنسنے لگے! قدرت بہت رحم دل ہے۔ دنیا والوں کی مصیبتوں

کو دور کرنے کے لئے کبھی کوئی مہان ہستی پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی کوئی پہلے کبیر صاحب کا ظہور ہوا۔ پھر نانک صاحب آئے۔ رادھا سوامی دیال پر گئے۔ پھر شیتی جی آئے سانوے شاہ نے اپنا جلوہ دکھایا جنھوں نے انھیں ست پرش کی شکل میں دیکھا اور اُن کی بات کو سمجھا وہ تر گئے۔ بہتوں کو تو ان کی بات کا اعتبار ہی نہیں آیا ان کی بات کا مطلب کچھ اور سمجھا۔ جن کے بھاگ اچھے تھے بات کو سمجھ کر فائدہ اٹھا گئے باقی محروم رہے۔

کئی گدیوں والے مجھ سے سہمت نہیں کیونکہ صاف بیانی سے کام لیتا ہوں اور اس لئے اُن کے دائروں میں کمزوری آتی ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ کاٹھ کی ہنڈیا کب تک کام دیگی۔ سچائی آخر سچائی ہے میں ست کہنے کو مجبور رہوں۔ کب تک سیدھے سادے آدمیوں کو اگیان وش رکھا جا سکتا ہے۔ زمانہ بدل رہا ہے۔ بدلو۔

دوستو! اپنے کرم کو بہتر بناؤ۔ اسی سے زندگیاں سدھرتی ہیں اور اسی سے بگڑتی ہیں۔ میری باتیں اچھی لگیں تو میرے پاس آئیے ورنہ کون آپ کو بلانے جاتا ہے کہ ضرور میرے پاس آؤ۔ تمھارا کلیان کرنے والا تمھارا اپنا آتما ہے۔ من کو شدھ کرتے جاؤ۔ کام بنا بنایا ہے صرف اس اپنے آتما کو سچے ست سنگ سے شدھ کرو۔

ست گورو ایک طاقت ہے۔ سانوے شاہ بھی ایک طاقت ہے یہ جسم جو نظر آ رہا ہے یہ اصلی ست گورو نہیں یہ تو وقت پر منتشر ہو جائے گا۔

کبیر صاحب فرماتے ہیں:—

گورو کیا ہے دیہہ کو ستگور چینہا نا ہنہ
کہیں کبیر تا داس کو تین تاپ بھرما ہنہ

ستگورو (طاقت) تمھارے اندر رہتا ہے جو مہرشی جی کے ان شبدوں سے بھی صاف ظاہر ہے اور یہ یاد رکھ کہ تمھارا وشواس بہت کام کرتا ہے

ڈھونڈھ مجھ کو اپنے من میں میں تو تیرے پاس ہوں
میں نہ کاشی ہوں نہ متھرا میں نہ گر کیلاس ہوں
تو ہوا میرا تو میں بھی ۔ دیکھ تیرا بن گیا
کر بھروسہ میرا میں ہی تیری ہیجی آس ہوں
تیرے بھیتر میری بیٹھک آنکھ سے نے دیکھ اب
میں ہنیں پر تقوی کی مورت میں ہنیں آکاس ہوں
کس بھرم میں ہے پڑا بز بھرانت جتنے شانت ہو
آپ میں ہوں جوگ جگتی آپ شبد ابھیاس ہوں
رادھا سوامی نام لے اور نام میں لے رام لے
سکھ لے اور آنند لے مجھ سے میں ہی سکھ راس ہوں

لوگ گورو کا روپ نہ سمجھ کر بھرم میں پڑے ہیں ۔ کیا کہا جائے! گورو تمھارے دل میں رہتا ہے اور تمھاری ہیجی آس ہے ۔ بانی گورو کے بچنوں پر غور کر کے اُن کا نچوڑ نکال کر ان پر عمل کیجئے ان کے بچن اصلی رموز ہیں اور راز حقیقت ظاہر کرتے ہیں ۔ مجھے تو آپ کو سکھی دیکھنا مقصود ہے ۔ جو میں نے کہا اس پر غور کیجئے ۔ دھرم ارتھ ۔ کام ۔ موکش کی وقت پر پراپتی ہو جائیگی اگلا ست سنگ سام کو ہوگا ۔

دوسری بیٹھک

تاریخ ۱۴-اکتوبر ۱۹۵۶ء بروز اتوار شام ۷ بجے سے ۹ بجے
(پہلے آرتی پڑھی گئی)

میں نے کل شام کو یہاں آکر دور دور سے آئے ہوئے ست سنگیوں کو دو لفظ کہے۔ کیا کہا؟ یہ کہ اے انسان تو دنیا میں اشانت ہے اور تیرا علاج ستگورو کے پاس ہے چاہے وہ کسی روپ میں ظاہر ہو۔ نانک صاحب کے روپ میں اس نے یوں فرمایا۔

مالک کا روپ نربھو۔ نرویر اور اکال ہے۔ جب تک تم اس اوستھا کو نہیں حاصل کرتے کام نہیں بنتا

سوامی جی کے روپ میں اس نے یوں کہا۔

یہ کرنی میں آپ کراؤں پہنچاؤں دھر دربارا
تم اچنت رہو دھر دھیارا

مطلب یہ ہے کہ ستگورو خود بے غمی بے فکری اور اچنت پنے کا روپ ہے۔ اس کی پوجا گویا بے غمی، بے فکری اور اچنت پنے کی پوجا ہے جسے ہم اپنے میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

اس وقت کے ست سنگ میں میں ان تکلیفات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے خیال سنکلپ من اور بدھی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ مگر جو کچھ میں بیان کروں گا۔ وہ صرف میرے اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر ہوگا۔ میں خود گھریلو۔ مالک اور آتمک

جانتا ہے کہ شاگرد کی بھلائی کس بات میں ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں

وچ شرابے رنگ مصلّٰے جے مرشد فرماوے
وہ ہے واقف راہ اصل توں دوکاموں کھاوے

البتہ آپ با ادب ہو کر گورو سے سنشے نِوارن کرا سکتے ہیں۔

میرے چھوٹے بھائی رائیصاحب سریندر ناتھ میری دیکھا دیکھی گوروجی مہاراج کے پاس حاضر ہوئے۔ انھوں نے اُسے کہا۔

Life means work & work means life

(زندگی کا مطلب کام کرنا ہے اور کام کرنے کا مطلب زندگی ہے)

اس نے اس پر عمل کیا۔ زندگی میں خوب ترقی کی اور آج وہ وہاں پہنچا ہے جس جگہ دوسرے طریقے سے میں پہنچا ہوں۔

اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ گورو ترکال گیانی ہوتا ہے وہ رازوں کو خوب سمجھتا ہے۔ جسمانی۔ گھریلو۔ مانسک اور دیگر دکھوں کا صحیح علاج جانتا ہے۔

آج جیسا کہ میں نے اوپر کہا من کے دکھوں کا علاج بتاتا ہوں میری سنو! اور بے سمجھی کی کھتّی اور غلط گوروازم کے جال کو اتار پھینکو

اب سے خبردار رہو بھائی
ستگورو دینا مال خزانہ راکھو جگت لگائی
یا ورتی گھٹنے نہیں پاوے دن دن بڑھے سوائی
شمع شیل کی اتفی پہنے جگت لنگوٹ لگائی
دیا کی ٹوپی سر پر دیکھے اور ادھک بل آئی

وستو پائے غافل مت رہنا نس دن کرو کمائی
گھٹ کے بھیتر چور لگا ہے بیٹھے گھات لگائی
تن بوند سو متی کا سنگا را پر یتی کا گج ہینکاری
سُرتی بلبتیا ہر دم ٹُنگے کس کر را کھو چیڑھائی
باہر والا گھڑا سیاہی گیان گم ادھیکاری
صاحب کبیر آدمی کے عملی ہر دم دیکھ جگائی

ماں بچے کی توتلی زبان کو سمجھ جاتی ہے۔ اسی طرح میں بھی آشا رکھتا ہوں کہ آپ میرے جیسے آدمی کے لفظوں کے اندر کی روح رواں کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

ہمارے من میں بے چینی رہتی ہے اور ہم اشانت رہتے ہیں مجھ کو آپ کی نسبت زیادہ تجربہ ہے اور وہ اس لئے کہ میں اول تو خود اشانت تھا دوسرے اشانت آدمیوں سے ہر وقت گھرا رہتا ہوں۔ اس اشانتی کا کارن ہے اور جب تک کوئی اُس کی تہہ تک نہیں پہنچتا علاج کیسے ہو سکے گا! یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ معلوم کیا جائے کہ یہ اشانتی کیا وستو ہے۔ سنو! اشانتی من سے اٹھنے والے ایسے خیالات ہیں جن میں طاقت نہیں ہوتی ایسے خیالات لڑکھڑاتے ہی اشانتی پیدا کر دیتے ہیں۔ یا کسی چیز کی من میں خواہش ہوتی ہے۔ مگر اس خواہش میں پختگی نہیں ہوتی۔ خواہش لغزش کھاتی ہے۔ اس سے من اشانت ہو جاتا ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ سبب یہ ہے کہ جس مادہ سے من بنتا ہے اور خیالات اٹھتے ہیں وہ کمزور ہے۔ کیوں کمزور ہے؟ اس کا سبب بھی ہے۔ ہمارے جسم کے اندر شکتی۔ پرکاش اور حرارت ہیں۔ ان کو

کمی ہی من کی اور من سے اُٹھنے والے خیالات کی کمزوری ہے یہی
اشانتی کا سبب ہے۔ آپ نہیں دیکھتے جس ماں کا بچہ جتنا زیادہ
روگی ہے یا کمزور ہے وہ اتنی ہی زیادہ ٹیں ٹیں کرتا ہے۔ جو طاقتور
ہے وہ خوش رہتا ہے۔ اسی طرح جو شخص جسم کا طاقتور ہے اُس
میں اتنا ہی زیادہ حوصلہ ہے۔ آپ نے بڑے بڑے کتوں کو دیکھا
ہوگا ان میں کتنا حوصلہ ہوتا ہے وہ چھوٹے کتوں کو جو اُسے بھونکتے ہیں
کب پرواہ کرتا ہے! آپ اب میرے مفہوم کو سمجھ گئے ہونگے۔ ہماری اشانتی
جس کا دوسرا نام دکھ ہے کی پیدائش ہماری اندرونی حرارت اور ہماری
روشنی جس کا دوسرا نام برہمہ ہے کی کمی سے ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ
95 فیصدی انسان رونے دھونے میں اس لئے لگے رہتے ہیں کہ ان کی
مانسک طاقت (Mentol Vitality) کم ہو چکی ہے۔ یہ کمی
تین وجوہات سے آتی ہے (1) قوتِ ہاضمہ کی خرابی (2) ویریہ کا ضرورت
سے زیادہ اخراج (3) اگیان لاعلمی۔ پس زیادہ اشانتی اُن کے حصہ
میں آتی ہے جن کے برہمچریہ چھوٹی عمر میں گر گئے۔ چاہے وہ اپنی غلطی
سے گرے ہوں چاہے صغر سنی کی شادی سبب ہو جو زیادہ شہوت
پرست ہیں ان کا بھی یہی حال ہے۔ سو بھائیو خبرداری سے اس دنیا میں
گذارہ کرنا ہوگا۔ اس بارے میں کبیر صاحب نے اشارہ اشارہ میں اپنے شبدوں
میں لنگوٹ کا ذکر کر دیا۔ سنت بھی یہی علاج بتاتے ہیں۔ سچے نام کی
سمجھ کے بغیر کیا بن سکتا ہے! اپنے کو مضبوط بناؤ
تا کہ اشانتی پیدا ہو۔ نہ اس کے علاج کی ضرورت محسوس ہو اور ست سنگ
سے راز سمجھو۔

کبیر صاحب کے شبدوں میں اکثر آتا ہے کہ کام "شہوت" اور پرمارتھ کا کیا میل۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے۔

کامی کبھی نہ گورو بھجے نام گورو کا لے

مگر ظاہرا کمزور آدمی زیادہ تر گوروؤں ہی کے پیچھے لگے رہتے ہیں ان کو گورو کیسے مل سکتا ہے۔ گورو تو اچینت گتی کا نام ہے۔ نز بھے اور نزدیر اوستھا کا نام گورو ہے وہ حالت ہر انسان کے اندر موجود ہے۔ اس کو ہی پرم سکھ کی اوستھا یا رادھا سوامی کہتے ہیں۔ وہ حالت کسی آدمی کا نام نہیں۔ مگر وہ کس کو مل سکتی ہے؟ جس میں پریم ہے نور۔ پرکاش حرارت قائم ہے جس میں حوصلہ ہے جس کا من مضبوط ہے جو اشانت نہیں ہوتا یا کم اشانت ہوتا ہے۔ شانتی مجسم ہی کی تلاش میں سب پھر رہے ہیں۔ وہ حالت جیسا کہا باہر نہیں تمہارے اندر ہے۔ باہری ستگورو نے تم کو ادھر ادھر کا سبق دے کر بالآخر ادھر ہی سے آنا ہے۔

بھائیو! اپنی طاقت کو سنبھال کر رکھو۔ من بچن کرم پر قابو کرنا سیکھو۔ اپنی سرت کی طاقت کو جو بکھری ہوئی ہے اپنے اندر متحد کرنا اور سنبھال کر رکھنے کا عمل جتن کرنا ہی نام کا جپنا ہے یہی سچی یکسوئی ہے یہی اعلیٰ درجے کی یک رخی کا عمل ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ زبان کو ہلا کر کوئی نام جپا جائے اپنے خیال اور سرت کو یکجا کرنا اور ٹھہرانا اور اسے پریشان ہونے سے روکنا "رادھا سوامی" نام کا سمرن کرنا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ "نام کے جپنے میں سب بھول گئے" ہزار رادھا سوامی یا کسی اور نام کی رٹ لگانے سے بیڑا پار نہ ہوگا

بیڑا تو طاقتور بننے سے پار ہوگا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔

یکسوئی اور یک رُخی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ جب شاگرد میں
یہ ہوں تب اس کی رہنمائی کا ٹھیک سمے ہوتا ہے سنئے مہرشی شیو برت
لال جی مہاراج "نیر اعظم" میں کیا فرماتے ہیں۔

رہنمائی کیا کرے ان کی کوئی
یک رخی دل میں نہیں نہ یکسوئی

"رادھا سوامی" کا روپ کیا ہے۔ ایک باہر ہے ایک اندر۔
ایک سمے ٹھاکر صاحب مجھے باہری گورو کے روپ سے حد سے زیادہ پریم تھا
یہ پریم خود بخود اُس کے اندرونی روپ کا درشن کرا دیتا ہے۔ کب ایسا
ہوتا ہے؟ جب آپ اپنی طاقت کو اپنے میں جیسا کہ میں نے پہلے کہا
واپس لائیں گے یا آپ گگن منڈل میں جیسا کہ پانی میں آیا ہے دھنس جائیں گے

اس راستہ میں آنے والوں کے لئے خیال کی شدھائی لازمی
ہے۔ ابھیاس کے وقت اندر میں جو کچھ بھلے بُرے روپ آپ کو نظر
آتے ہیں۔ یہ سب آپ کے اپنے ہی خیالات کا تماشا ہے۔ خیال ایک
قسم کا مادّہ ہے جو رنگ روپ اور وزن رکھتا ہے۔ یہ نہ سمجھئے کہ
ابھیاس کے سمے یا سپنے میں جو آپ کو گوروؤں کے درشن ہوتے ہیں یہ
گوروؤں کی کرپا ہے یا وہ خود چل کر آتے ہیں۔ اگر ایسا پروپیگنڈا کیا
جاتا ہے تو یوں سمجھئے کہ ان مہاتماؤں نے اندھیر پھیلا رکھا ہے۔ در اصل
یہ اپنے خیالات کا تماشا ہے جیسے خیالات جاگرت میں آپ کے دماغ
میں موجود رہتے ہیں ویسے ہی سپن اوستھا میں آپ کو نقشہ دکھائیں گے
جن کو سپنوں میں مہاتماؤں وغیرہ کے درشن ہوتے رہتے ہیں سمجھو کہ

ان کی ورتی شُدھتائی کی جانب جاری ہے اور وہ روبہ ترقی ہیں۔ جن کو سینوں میں بُرے درشیہ دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے خیالات میں بغض نفرت کینہ گھُسے ہوئے ہیں۔ آہستہ آہستہ اگر وہ مستقل مزاجی سے اچھائی کی طرف رجوع رہیں تو اُن میں تبدیلی آتی جائیگی۔ میں دیال ہوں۔ (دیال اسے کہتے ہیں جو دے اور معاوضہ میں کچھ نہ لے) مجھے اگیانی جیودل کو دیکھ کر خود بخود دیا آتی رہتی ہے اور اُن کے دُکھوں کا علاج تجویز کرتا رہتا ہوں اور یہ چاہتا رہتا ہوں کہ اُن کے خیالات برائی سے ہٹ کر بھلائی یا بہتری کی جانب آئیں

عام طور سے ست سنگوں میں ست سنگ کی کمی دیکھی گئی ہے اچھی چاہیے کہ گورو کے بچنوں کو سوچتے اور وچارتے ہوئے اپنے من کی ورتیوں کو شبھ کھاؤنائیں رکھتے ہوئے اکٹھا کرتے جائیں۔

آپ کسی نام میں وشواس رکھئے چاہے وہ رام نام ہو۔ رادھا سوامی نام ہو یا کوئی اور اس میں مضائقہ نہیں۔ اگر آپ میں ترقی کی خواہش ہے خود بخود اس کے سہارے ترقی ہوتی جائے گی۔

میں آپ کا بھائی ہوں مجھے آپ کی سیوا سے مطلب ہے اور خاص کر اُن کی سیوا کا خواہاں ہوں جو دکھی اور اشانت ہیں۔ میری نیت یہ نہیں کہ دوسرے گوروؤں کے چیلوں کو اپنے ہاں اپنے جال میں پھنسا لوں گورو کی اپار دیا سے میرے بھرم چلے گئے۔ میری نگاہ میں غیریت مٹ گئی کسی کا نقصان میری نگاہ میں میرا اپنا نقصان بن گیا۔ ان حالات میں بھلا میں کسی کی کیا مخالفت کر سکتا ہوں۔ میں تو مجبوراً دھرا باندھا ہوا چاہے کسی وقت طبیعت نہ بھی مانے آپ لوگوں کی سیوا پر ڈٹا ہوا ہوں۔

آپ کو نام ملا ہوا ہے۔ آپ نے اپنی درتیوں کو اکٹھا کرنا ہے۔ سرت کانوں میں انگلیاں ڈال کر ایسا کرتے رہتے ہو۔ یہ بچوں کی سی ترکیب ہے اور ابتدائی سادھن ہے۔ اچھا! چلے چلو۔ کسی طرح یکسوئی حاصل کر لو تاکہ وقت پر آپ کو گیان تو جاتے کہ آپ اس مالک کل کا انش ہیں۔ پھر کانوں میں انگلیاں ڈالنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔

بدھی کا سپتے آتمک ہو نا ہی نام کے اصلی سمرن کی غرض ہے بہت کم آدمی میری بات کو سمجھیں گے۔ من بہاں چنچل ہے۔ اس کی چنچلتا کو قابو میں لانے کے لئے ہی ست سنگیوں کو سمرن دھیان اور بھجن کا شغل دیا جاتا ہے۔ داتا دیال مہرشی جی اسے چھ ماہ کا کورس بتاتے تھے۔ حضور سانوئے شاہ اور معلیٰ مقدس سے ڈھائی گھڑی کا کورس یا ست سنگ کہتے تھے۔ بہر حال یہ لمبا کورس نہیں ہے چھوٹا سا ہے مگر ان کے لئے جن میں یکسوئی اور ایک رُخی آچکی ہے دوسروں کے لئے ٹیڑھی کھیر ہے دوستو! گو دنیا بھی قید کی حالت ہے۔ قید بندشی حالت کا نام ہے۔ اس لئے میں اسے بھی چھوڑ بیٹھا۔ اب کہاں کا رہنے والا ہوں۔ کبیر صاحب کے شبدوں میں سُنئے۔

سادھو ایسا دیش ہمارا

وید پران پار نہ پاویں کہن سُنن سے نیارا
ذات پات وہاں کچھ نا ہیں ایسا ہے ہم دیش ہمارا
راجہ رنک فقیر بادشاہ سب سے کہوں پکارا
جو تم چاہت پرم پد کو بسہو دیش ہمارا

جو تم آئے جھینے ہو تجو منی کو بھارا
اُلیو رسنی رہو رے گورکھ سہج اترے پارا
ست نام کی مہتالی سے صاحب کے دربارا
بچا جا ہو اگمّھن کال سے گھوسشید نکسارا
کہے کبیر سنو ہے گورکھ ست نام ہے سارا

ست نام کیا ہے ؟ اس کی بابت کل بتاؤں گا آج من کے تمبقہ کی بابت بات کر رہا ہوں ۔

جو ست سنگی یہ چاہتے ہیں کہ وہ مانسک برہمچریہ نہ رکھیں بلکہ وشے وکاروں میں من کو لمبپت رکھیں ان کے لئے شانتی پانا ایسا ہے جیسے ایں خیال است و محال است جنوں (اسے تین بار دہرایا گیا) جو ہم سب کی ورتیوں کا منبع ہے وہ آتما ہے اس میں سے من کی دھاریں نکلتی رہتی ہیں وہ طاقت لیمپ میں تیل کی طرح ہے ۔ اگر اس طاقت کو ہم وشے وکاروں میں کھو دیں پھر شانتی کیسی ؟

ایک دن ایک نوجوان میرے پاس کارخانہ میں جہاں میں کام کرتا ہوں آیا ۔ میں اس پر سخت ناراض ہوا کہ وہ میرے کام کے سمے میرے پاس کیوں آیا ۔ اس نے بہت منت سے جواب دیا ۔ ” دکھی ہوں ۔ اشانت ہوں ۔ اس لئے مجبور آ گیا ۔ “ میں نے کہا ۔ دو تین سال ہوئے تم میرے پاس آئے تھے ۔ میں نے ان دنوں تمہیں مانسک برہمچریہ رکھنے کی ہدایت کی تھی ۔ کیا اس پر عمل کیا ؟ معلوم ہوتا ہے تم نے میری ہدایت پر عمل نہیں کیا ۔ اس صورت میں میرے پاس آنے کا

کیا مطلب ؟ جو شخص گورو آگیا میں نہیں رہتا اس کا کوئی کیا علاج کرے گا ۔ جو سمجھ بوجھ کھو کر زندگی گذارتا ہے وہ بڑا حالی ہے یعنی اس کی حالت اچھی نہیں ہو سکتی ۔ رامائن میں لکھا ہے ۔

نیسو درو ہی مم داس کہاوے
وہ سپنے مو ہے نہیں بھاوے

شیو نام گیان کا ۔ گورو کا اس لئے گورو دروہی وہ ہے جو قانون قدرت کی مخالفت کرتا ہے وہ نہایت برا ہے اور قانون قدرت کا راز ہی گورو یا گیان ہے ۔

تمہارے وہم ختم کیوں نہیں ہوتے ؟ کیونکہ ورتی مقرر نہیں ۔ تم لوگ راگ بھی گاتے ہو ۔ مگر شانتی نہیں ملتی ۔ اس لئے شانتی نہیں ملتی کہ تم میں ٹھہراؤ نہیں اسی لئے سنتوں نے پتت اور گرے ہوئے شخصوں کو نام بخشا ۔ نام کا جاپ ان ہی کے لئے ہے جن میں کمزوریاں آچکی ہوں سمرن دھیان بھجن بھی ان ہی کے لئے ہے ۔ میرے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کیجئے ۔ اس بارے میں شبد سنئے جو کہ میری زندگی کا کچا چٹھا ہے مگر ہے داتا کی زبانی ۔

میں پتت تھا تبھی تو بھی پتت پاون بنا
ڈوبا بھو ساگر میں تب تو ترن تارن بنا
جو نہ ہوتا جگ میں راون کیسے آتے رامچند
کنس نے سرکٹ کیا متھرا میں کرشن آنندکند
جو سکھی ہیں ان کو تیرے نام کی حاجت نہیں
جو بھلے ہیں ان کو تیرے کام کی چاہت نہیں

پاپ جب میں نے کیا تب تو ہوا اپرگٹ یہاں
جو نہ کرتا پاپ تجھ کو جانتا کوئی کہاں
پاپیوں کو تارنے والے ہمارا دھیان کر
کرتے ہیں گھر نا سب ہم سے ہمکو پاپی جان کر (وغیرہ وغیرہ)

پاپ کمزوری ہے اور میرے جیسے پاپیوں کے لئے سنت آتے ہیں۔

بار بار کہتا ہوں کہ اشانتی کا سبب یہ ہے کہ جو فورس (force) طاقت ہماری پشت پناہ ہے اس کے ناجائز استعمال سے اس میں کمی آتی جاتی ہے۔ جوں جوں کمی آتی جائے گی توں توں اشانتی بڑھتی جائیگی فورس کیا ہے؟ فورس وہ ہے جس سے من بنتا ہے۔ وہ اوپر کے لوکوں کی روشنی اور پرکاش ہے۔ اس لئے جب تک کوئی اف ن اس روشنی اور پرکاش میں اپنے آپ کو نہ لے جائے گا اشانتی سے چھٹکارا پانا مشکل ہے۔ یہی اپنے منبع کو واپس جانا کہلاتا ہے۔ کیونکہ پیچ و پیچ ہماری ابتدا روشنی اور پرکاش سے ہوتی ہے۔ مفصل ثبوت کے لئے میری "منشیہ بنو" اور دیگر تصنیفات پڑھیں۔

گورو پرکاش کا روپ ہے۔ پرکاش ہی برہم ہے یہی ایشور کا روپ ہے جو اس منتر سے ظاہر ہے۔

اوم کھو اوم بھوہ اوم سوہ اوم مہہ اوم جنہ اوم تپہ
اوم ستیم تت سویتر ورینم بھرگو دیوسیہ دھی مہی دھیو یو نا پرچو دیات

اصلی گورو فقیر جسد نہیں بلکہ جوتی ہے جس نے تم کو شانتی دینی ہے جن سے جو سوجھی (گیان۔ انبھو۔ چیتنا) ملیگی وہ تم کو شانتی دے گی اس لئے کسی بھرم میں نہ پڑنا۔ گورو اسی لئے آتے ہیں کہ ان کی سنگت سے

(ادھکاری) لکھا ہوا تھا۔ داتا سے میں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے فرمایا "فقیر! یہ لوگ گو ان ادھیکاری ہیں لیکن روپیہ سے خدا کو خریدنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان کو نام سے کیا لابھ ہو سکتا ہے۔"

ایک بار جب میں کسی سٹیشن پر سٹیشن ماسٹر تھا داتا دیال میرے ہاں تشریف لائے۔ اس شہر میں ایک دولت مند شری رام سروپ بھی رہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ داتا دیال اس کے ہاں کھانا کھائیں چنانچہ اس بارہ میں میں نے داتا کو کہا۔ بولے "فقیر! تیرے گھر میرے لئے کچھ نہیں رہا؟" میں شرمندہ ہو گیا۔ وہ شخص بھی میرے پاس آنکلا۔ داتا نے اس سے کہا "ہم فقیر آپ امیر۔ ہمارا آپ کا کیا میل!" مطلب یہ کہ فقیر بڑے چوکنے ہوتے ہیں۔ کھاجا کو دیکھتے ہیں ماں کتنی ہی گندی کیوں نہ ہو بچہ اُسی کی طرف ملتفت ہوتا ہے کیونکہ کھاؤ کا سوال ہے۔

میں انسانیت کا پیروکار ہوں نہ مجھے مذہبوں سے واسطہ ہے نہ اور کسی بات سے۔ رونا دھونا پریم اور اگیان کے سبب سے ہے۔ یہ جذباتی ہے سمجھ آتے ہی غائب ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ میرے دوست پرشوتم داس جی نے جب ہم بصرہ بغداد میں تھے داتا کو (دھام) لکھا "فقیر جنید جیسا پریم ہم کو بھی عطا ہو" انھوں نے جواب دیا۔ "جن کی قسمت میں رونا ہے وہ رو دیں گے۔ تم کیوں ایسی خواہش کرتے ہو۔"

جیسے کہا گیا کہ جو اپنی طاقت۔ مانسک انرجی۔ نور۔ پرکاش یا پریم کو ضائع کرتے ہیں یا جو باہر مکھی ہو جاتے ہیں اشانت رہتے ہیں

وہی لوگ شانتی کو پھر سے حاصل کرنے کے لئے در بدر پھرتے ہیں اور جب انھیں ابھیاس کی طرف لایا جاتا ہے ان کو ایک بھرم ستاتا رہتا ہے وہ بھرم یہ ہے کہ کسی کو ابھیاس کے دوران میں کسی رنگ کا پرکاش دکھائی دیتا ہے کسی کو کسی رنگ کا۔ یہ مختلف الی الی ان کو طرح طرح کے بھرموں میں ڈالتی رہتی ہے۔ اس بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ پرکاش ہمارا اپنا پرکاش ہے اور اس میں پیدا ہونے والے رنگ مختلف مختلف قسم کے جذبات اور خواہشات کا نتیجہ ہیں۔ گویا کہ اس نور میں اپنی بھاوناؤں کا عکس پڑنے سے رنگوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ اس لئے یہ وہم کی وجہ نہ ہونی چاہیئے جن میں سنسارک خواہشات زوروں پر ہیں۔ وہ لاکھ کوشش کریں سفید رنگ کی روشنی میں نہیں گھس سکتے۔

کرشک (جن کا پورا نام شری گوپی لال کرشک ہے اور جو پالن پور سٹیٹ کے ریٹائرڈ ایگریکلچر ڈائرکٹر ہیں) جی کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے مہاراج جی نے فرمایا "کرشک صاحب! آپ نے سنت مت کا کام کرنا ہے۔ اس لئے راز دے رہا ہوں۔ جوں جوں کہ آپ کی باسناؤں۔ کامناؤں۔ خواہشات میں شدھتائی یا لطافت آتی جائے گی۔ آپ کے اپنے اندرونی رنگوں میں تبدیلی آتی جائیگی اسے نوٹ کریجئے۔

زیادہ محنت سے اس چیز کو جس کا میں ذکر کر رہا ہوں حاصل کرنا بے معنی ہے۔ بہتر ہے کہ باسناؤں کو ٹھیک کیا جائے۔ ان کو مناسب طریقہ سے مناسب حد تک روکنے کا جتن کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ روک تھام

اُٹھا سکتا ہے۔ ہر ست سنگ ہی تو ہے اور ست سنگ کے پیر بازو تو نہیں ہوتے۔

میرا اندر باہر ایک ہے مجبوراً یہ کہنے پر آ جاتا ہوں یہاں تک کہ پردہ والی بات گھر والے مجھ سے نہیں کرتے۔ جس کو حقیقت سے ہمکنار ہونا ہوتا ہے اُس کے اندر باہر کا یکساں ہونا ضروری ہے۔ گورو کا کلام سنئے۔

دنیا کا کام کرتا ہوں میں صبح اور مسا و شام
فرصت ملی جب ان سے تب ہے یادِ خدا
ظاہر باطن ہے ایک میرا نہ ہے تیرا
ہوں سادہ روش میں اپنے راضی برضا

(مہرشی شبو برت لال جی۔ از تیر اعظم)

دائرہ سب کا بڑھ سکتا ہے چاہے وہ چور ہو۔ ڈاکو ہو۔ سانئی ہو رادھا سوامی ہو یا کسی اور گروہ کا۔ لاکھوں مذہب اس دنیا میں بنے اور ٹوٹے۔ غرض تو صرف اتنی ہے کہ ہماری زندگیاں سُدھر جائیں۔ ہم بے غم۔ بے فکر اور سکھی رہ سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو سونا کانوں کے لئے دکھ دائی ہے اس کے پہننے کی کیا ضرورت ہے اسی طرح جہاں ست سنگ میں نفرت سیکھی ہے وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسے پُرشوں کی سنگت کا حکم ہے جو خود نرمل ہو چکے ہیں یا اس راستہ میں ہیں۔ جو برائیوں میں پھنسے ہیں ان کے پاس مت جائیے۔ ورنہ صحبت کا قانون آپ کو لے ڈوبے گا۔

اس خیال سے کہ سنت پنتھ اور سوسائٹیاں نہیں بناتے

میں انسانیت پر زور دیا کرتا ہوں کہ انسان بنو ۔ اگر انسان صحیح معنوں میں
ہی انسان بن جاوے تو پھر کیا کہنا ہے ۔ دنیا فردوس بریں نہ بن
جاوے ۔ ہم سب آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔ ہندو پنے ۔
مسلمان پنے ۔ عیسائی پنے ۔ سکھ پنے وغیرہ سے تنگ دلیاں
اُبھر اُبھر کر دنیا میں بے چینی پیدا کر رہی ہیں ۔ اس میں مذہبوں کا
قصور نہیں ۔ مذہب والوں کا قصور ہے ۔ اس سلسلہ میں
گورو کا کلام سُنئے ۔

دینداری تعصّب ہے اسی سے ہیں فساد
دنیدار ہوئے کر دیا عالم برباد
لڑ کر مرے شیطنت کی سیکھی عادت
نیّر ا ہے یہ دام اس سے رہتا آزاد عالی جال

(مہرشی شیوبرت لال جی کا کلام ۔ از نیّر اعظم)

بدیں وجوہات آزاد پُرش کی صحبت سے ممکن نہیں کہ آپ میں
آزادانہ خو نہ آوے ۔ میرے اپنے بھرم ٹوٹنے کو نہ آتے تھے ۔ داتا
کی سنگت نے خود بخود توڑ دیے ۔

ایک دفعہ میں نے ایک آرٹیکل لکھا وہ تنگدلانہ نقطۂ نگاہ
کو لئے ہوئے تھا ۔ داتا کو دکھایا انھوں نے سب کاٹ دیا اور کہا

Have reverence for the past souls.
Have reverence for the present-day men.

(جو بزرگ ہو چکے ہیں اُن کی عزت کرو اور جو موجودہ انسان
ہیں ان کی عزت کرو)

اب میں پنڈت لوا دتا مل جن کو پیر مغاں کہتے ہیں اور جو حضور مہرشی داتا دیال کی سنگت میں برسوں رہتے ہیں درخواست کرتا ہوں کہ وہ دہلی میں ست سنگ کے سلسلے کو برابر جاری رکھیں (اس سلسلہ میں دہلی میں ایک ست سنگ سبھا جس کا پورا نام "دیال فقیر ست سنگ سبھا" ہے پہلے ہی قائم ہوئی ہوئی ہے جہاں پیر مغاں صاحب ست سنگ کرایا کرتے ہیں۔ اسی کتاب میں اس کا مزید حال دے رکھا ہے) اور پریم بھاؤ کو بڑھائیں۔ ست سنگیوں کا آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنا نہایت ضروری ہے۔ مٹھی بھر آٹا ہر ست سنگی اگر ہر روز نکال کر الگ رکھے تو یہ آپس کی مدد کے لئے بہت کافی ہوگا اور روپیہ اکٹھا کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔

اسی طرح مہاتما نارائن داس (ادنٹا تانی والے) کو کہتا ہوں کہ بغیر سیوا کے کسی کو منزلِ مقصود تک رسائی محال ہے۔ اس لئے سب کی سیوا کرو۔ میں ہی ست سنگیوں کے اندر جلوہ نما ہوں اور گھٹ گھٹ کا باسی ہوں۔ اگر کسی گورو کی سیوا کرنی ہے تو وہ ست سنگی ہیں جن کو آپ کی سیوا کی ضرورت ہے میں چاہتا ہوں کہ ادنٹا تانی ایک ماڈل (نمونہ) بنے۔ اسی لئے میں نے اس کا نام چترکوٹ رکھا ہے۔ پھر کہوں گا کہ میرے ہی روپ کو مختلف روپوں میں دیکھتے ہوئے ان ست سنگیوں کی سیوا کرو۔

(دوسری بیٹھک ختم ہوئی)

تیسری بیٹھک

صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک - تاریخ ۱۵-اکتوبر ۱۹۵۶ سنہ سوموار

کسی ست سنگی نے پریم کو حاصل کرنے کا بھجن پڑھا اس پر مہاراج جی نے فرمایا " یہ غلط خیال ہے کہ پریم چاہئے - جس وقت پیاس لگتی ہے اس وقت پریم چاہئے یا پانی؟ میں بھی جذباتی رہا ہوں - پریم کی بجائے سکھ اور شانتی مانگنی چاہئے - گورو پریم کسی کامل کا ست سنگ اور اس کے بچنوں کو گننا ہے - یہ ابتدائی حالت ہے - "

اس کے بعد پیر مغاں نے یہ راگ گایا -

جتن بن مرگن کھیت اُجاڑے
پانچ مرگ پچیس مرگنی تن میں تین چتارے (چیتے)
اپنے اپنے رس کے بھوگی چلتے نیارے نیارے
پانچ ڈار سوتن کی آئی اُترے کھیت مجھارے ۳سور
ہا ہا کرت بال لے بھاگے ٹیر رہے رکھوارے
سنو رے ہم کہت سبن کو اونچی ہانک ہنکارے
تجی نر دیہہ ہو رہی ہیں بہو کا کے نہ رہت سنبھارے
تن کر کھیتی من کر باڑی " مول سرت رکھوارے
گیان بان اور سو دھنش کر کیوں ہیں کھیت سنبھارے

بچے کے خیال میں نہ کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ۔ نہ وہ کسی خدا کو جانتا ہے نہ اس کا کوئی مذہب اور پنتھ ہے۔ نہ اُسے شاگردی کا وہم ستاتا ہے نہ اُسے کسی مرشد کی پروا ہوتی ہے۔ یہی انجام اب میرا ہوا ہے۔ میں اب نہ کسی پنتھ کا پیشوا ہوں نہ کسی مذہب کا شیدائی۔ نہ میری کوئی خلقت اور نہ کوئی خدائی۔

نہ ہندوم نہ مسلماں نہ کافرم نہ یہود

کبھوں جو ایک تو دو کا خیال ہوتا ہے
کبھوں جو دو تو دل کو ملال ہوتا ہے
کبھوں جو تین تو جی کو وبال ہوتا ہے
بار بار یہی دل میں سوال ہوتا ہے
نہ ہندوم نہ مسلماں نہ کافرم نہ یہود

کسی نے حج جو کیا کہنے لگا کہ میں حاجی ہوں
صدا کسی کی ہے "میں آریہ سماجی ہوں"
میں نہ شیطان یہ خدا اور نہ رب کا بندہ ہوں
نہ منکروں کی جماعت سے ہو کے نکلا ہوں
نہ مشرکوں کے چال چلن پہ میں شیدا ہوں
کوئی بتائے بھلا کہ کون ہوں اور میں کیا ہوں
نہ ہندوم نہ مسلماں نہ کافرم نہ یہود

اب یہ حالت کیسے آئی؟ یہ حالت سُرت شبد یوگ سے آئی

آپ شاید یہ کہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں جو کہہ رہا ہوں سچ سچ
اور با دلیل کہہ رہا ہوں۔ اب نیچے آکر کہتا ہوں (مستی سے اتر کر)
ہمارا جو من ہے اس میں خیالات۔ وچار۔ بھاؤ۔ ترنگیں کیوں اٹھتی
ہیں سنئے۔

پرکاش یا روشنی (Light) جب ستھول پرکرتی
میں داخل ہوتی ہے تو ایک قسم کی حس یا سسناہٹ جسمانی یا دلی
کا کھیل ہر وجود میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی حقیقت کو جاننا ہے۔
اور اپنے آپ کو اسی پرکاش میں جیسے دنیا برہم سمجھ کر پوجتی ہے پر
سمرن دھیان اور بھجن کے ذریعے جانا ہے۔ میں نے بھی اپنے آپ کو
اس طریقے سے خود کو جسم سے نکال کر وہاں تک پہنچایا۔ سویم روشنی
کا روپ ہو کر اُس روشنی۔ نور۔ برہم۔ پرکاش انتور کو دیکھا۔ ہمارے
شاستر سناتن سے اس روشنی میں جاننے کی ہدایت کرتے ہیں۔
پرانایام کا منتر خود اس بات کی دلیل ہے۔ وہ سسٹم جس کا
ذکر اس پرانایام منتر میں آتا ہے سفید رنگ کا پرکاش ہے میں نے
اسے سویم پرکاش روپ میں ہو کر وہاں رہ کر خوب دیکھا۔ ٹک ٹکی اس
عمل سے بڑھ گئی۔ ایسا کرنے سے سادھک اپنے اندر روشنی سے پرے
کے لوگوں سے تعلق پیدا کر لیتا ہے۔۔۔۔ مگر یاد رکھئے یہ حالت بھی
تبدیلی پذیر ہے۔ اس میں دائمیت نہیں۔ یہاں تک پہنچ جانے
پر بھی آواگون کا چکر ختم نہیں ہوتا۔ یہ سب میرا اپنا تجربہ ہے۔
سُنی سنائی بات نہیں کہہ رہا۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اس سادھن
سے بھی "اجیت بنا" یا "بے غم بنا" نصیب نہیں ہوتا۔ یہ نور پرکاش

کے بارے میں ذکر ہے۔ اس کے علاوہ میں مدتوں شبد جسے
انحد شبد بولتے ہیں کو سنتا رہا۔ جب تک سنتا رہا آنند لیتا رہا
یہ ٹھیک ہے۔ سدھیاں۔ شکتیاں بھی آگئیں۔ مستی کے عالم
میں خوب گھرا۔ مگر اس عمل سے بھی مکمل طور سے "اجیت پنا" نہ ملا۔
تو آپ اب پوچھ سکتے ہیں کہ پھر یہ گتی (اوستھا) کیسے ملے گی
جب یہ پورے طور روشنی اور شبد میں داخل ہونے سے بھی نہیں مل
سکتی۔ میں جواب دیتا ہوں کہ یہ حالت ایسے شخص کو نصیب
ہوتی ہے جس میں اجیت پنے کو حاصل کرنے کی سچی خواہش ہے۔
دوستو! مجھے یہ حالت اس وقت ملی جب مجھے یہ انبھو ہو گیا کہ
میں درحقیقت ہوں کون۔ میری ہستی کیا ہے۔ بھائیو! یہ حالت
سُرت شبد یوگ کے ابھیاس کے بعد ملتی ہے بشرطیکہ کسی
کامل بے غرض انسان کا ست سنگ ملے

سُرت شبد دوؤ انبھو رویا
تو تو پڑا بھرم کے کویا (سوامی جی)

یہ حالت تم کو وہ گورو نہیں دے سکتے جن کے اپنے پردے
نہیں کھلے اور جو اس حالت سے خود محروم ہیں۔
پورے گورو سے اگر آپ کو سنسکار ملا ہے تو اس میں زبردست
طاقت ہے کہ تم کو اس حالت تک پہنچا دے۔ اس میں مضائقہ نہیں
کہ دیر لگے۔ آپ میں بھی اس حالت کو حاصل کرنے کی چاہ ہونی ضروری
ہے۔ سُرت جب شبد میں لے ہو جاتی ہے اور اوپر کی طرف چلتی ہے
تو اس شبد گتی تک رسائی ہو جاتی ہے۔ پرکاش بھی غائب۔ تب جا کر انبھو

ہوتا ہے کہ اپنی کیا حقیقت ہے۔

جاپ مرے اجپا مرے انہد بھی مر جائے
سُرت سمانی شبد میں تا کو کال نہ کھائے

جس طرح میں بلبلۂ ہستی ہوں اُسی طرح آپ سب بھی بلبلۂ ہستی ہیں۔ شبد کے ظہور میں آنے سے جسمانیت اور پرکاشش کے میل سے جیتن شکتی (سرت) پیدا ہوتی ہے۔ اس کی پیدائش کو سمجھنا ہے اور یہ سمجھ سُرت شبد یوگ کے ابھیاس سے میسّر ہوگی تب کہیں پردے کھلیں گے اور آپ شانتی خواہ اجیت پنے سے ہمکنار ہو سکتے ہیں

مجھ کو شانتی اتھو روپی ستگورو (گیان) نے دی نہ کہ داتا دیال نے۔ گو سنسکار (بنیاد) ان کا تھا اس لحاظ سے شانتی انھوں نے دی۔ کہتے ہیں کہ گورو بہت کچھ دیتا ہے اور کچھ بھی نہیں دیتا یہ بات وضاحت طلب ہے سُنئیے:-

بچہ پیدا ہوا تم نے خود بول بول کر اس کو بولنا سکھایا چل چلکر اُس کو چلنا سکھایا۔ خود عمل کی زندگی میں آ کر اپنے کھاؤ بچے میں داخل ہو گئے۔ اب اگر بچہ یہ کہے کہ اس نے چلنا۔ بولنا اور عقل اپنے آپ سیکھے ہیں تو یہ کہنا اس کا ایک لحاظ سے غلط ہے اور ایک لحاظ سے صحیح ہے۔

اگیانی بھکاری بن کر ساری عمر گورو کے دربار میں مانگ مانگ کر زندگیاں گذارتے ہیں۔ بھائیو! گورو کے پاس بہت کچھ ہے لینا سیکھو۔ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ اور بس۔ وہ تو ماں کی طرح آپ سے ہمدردی کرتے ہیں۔ آپ کو جینے کا ڈھنگ بتلاتے ہیں۔

ہاں ان کے لئے پھونک مار کر دُھر دربار سے لے جانے کا کام کٹھن ہے جہاں ایسا پروپیگنڈا نہ سے وہاں گوروازم کا جھوٹا جال بچھا ہوا سمجھیے ۔ اگر گورو کی آپ نے کچھ پرکھ کرنی ہے تو اس کی رہنی دیکھئے ۔

اے سنسار کے مہاتماؤ اگر واقعی آپ نے کچھ کام کرنا ہے تو جیووں کو زندگی میں خوشی ۔ بے فکری اور انت نہیں نروان کی نیت رکھ کر سمجھاؤ بجھاؤ ۔ جس طرح ماں کے دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کا بچہ قابل بن جاوے اسی طرح آپ کے دل میں یہ خیال ہونا چاہیے کہ آپ کی صحبت میں آنے والوں کی زندگیاں خوشگوار بن جائیں اس سے زیادہ کیا کہا جائے ۔ اگر آپ کے شاگرد قابل نکلیں گے آپ کو لوگ اچھائی سے یاد کریں گے ورنہ پنتھ کو بدنام کریں گے ۔

گورو کی رہنی گورو کا کرتو یہ ہے میں گورو دت کا سچا حامی ہوں ۔ مگر باتوں کو ہیر اپھیری سے نہیں کرنا چاہتا ۔ جیو بھولے ہیں ڈر ہے کہ ایسا صاف نہ بیان کرنے سے یہ اصلیت سے ناواقف رہیں گے ۔

ایک دفعہ میں حضور لوجیہ بابا ہرچرن سنگھ جی کے ساتھ بیاس میں تھا ۔ میں نے ست سنگیوں کو دیکھا ۔ میری آنکھوں سے چھم چھم آنسو آنے لگے ۔ باباجی سے کہا " یہ ست سنگی سب ست پُرش کے بچے ہیں اور شیر کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ یہ اپنے اگیان ۔ جہالت اور وہم کے سبب سے آپ کے دروازے پر بھیک مانگ رہے ہیں ۔ اگر قدرت نے آپ کو موقع دیا ہے تو ان کو شیر بنا دیجئے ۔ یہ ہمیشہ بھکاری ہی نہ بنے رہیں ۔ مجھے ان کے ساتھ اس لئے درد ہے کہ کسی وقت میں

خود بھکاری رہا ہوں"

مجھے زندگی میں مان بڑائی بزرگی کی ضرورت نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے سُرت شبد یوگ سے گیان مِلا۔ جس سے میں مالا مال ہو گیا "ضرورت" کی جڑ ہی کٹ گئی۔

سنسکار (نام) دینے والے (گورو) کو چاہیئے کہ سوچ سمجھ کر ایسا کرے۔ اگر وہ خود جیون مُکت اوستھا میں رہتا ہے تو وہ یہ کام کرنے کا حق رکھتا ہے ورنہ وہ اس عمل سے گمراہی پھیلائے گا۔ زیادہ کیا کہا جائے! صحیح اور سچی بات تو یہ ہے کہ جس قسم کا باپ ہے جیسے اس کے خیالات یا بھاؤ ہیں وہی تو بچے کی شکل میں دنیا میں آئیں گے یہ نام دان دینا بھی ایک قسم کا بچہ پیدا کرنے کا عمل ہے ملکہ نئی زندگی دینا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ باپ کا اثر اس کے خون اور ویریہ کے ذریعہ اس کی اولاد میں نہ پہنچے۔ ماتا سنگت کے پربھاؤ سے تبدیلی آجاتی ہے مگر جڑ کا جانا عام طور سے مشکل بات ہے۔ اسی طرح گورو کا دیا سنسکار نہی پھل لاتا ہے۔ اس کا عامل ہونا ضروری ہے۔

اب میں حضور ساونے شاہ (سردار ساون سنگھ جی مہاراج) سے Initiate (دیکشت) ہوئے ست سنگیوں کو کہتا ہوں کہ گورو کے نام کو روشن کیجئے۔ آپ کی قابلیت پر آپ کے گورو کی پرشنسا ہو گی۔ ورنہ لوگ انھیں بھی بُرا بھلا کہیں گے۔

شری نند لال جی (جو دیال فقیر آتمک لائبریری اور دیال فقیر ست سنگ سبھا دہلی کے سکریٹری ہیں) کو مخاطب ہوتے ہوئے مہاراج جی نے فرمایا۔ " نند لال! میں نے تم کو Initiate (دیکشت)

کیا تھا۔ تمھارے ذمہ پبلک سروس کا کام دئے جا رہا ہوں اسے
ہوشیاری اور تن دہی سے کرنا۔ کوئی یہ نہ کہے کہ تم نالائق فقیر کے چیلے ہو
خبرداری اور سمجھ بوجھ سے کام کرنا اور میرے اس وقت کے کہے لفظوں
کی روح کو پکڑنے کی کوشش کرنا۔ میں چاہتا ہوں کہ تمھارا آچار بیوہار
ایک ماڈل (نمونہ) بنے "

میں گورو کے نام کو بٹہ نہیں لگانا چاہتا۔ یہی وجہ ہے کہ
میں نام۔ دان دینے سے پرہیز کرتا رہتا ہوں۔ کوئی زبردستی
لے جاوے تو الگ بات ہے۔ میرا ستسنگ ہی اصلی نام دان ہے
دوبارہ پھر کہتا ہوں کہ یہ شانتی اور یہ سکون اس کو ملیں گے
جس کو پورا گورو مل چکا ہے۔ وہی پوری سمجھ اور پورا بھید
پا سکتا ہے

"گورو نے اب دینا بھید اگم کا"
سُرت چلی تج دیش بھرم کا
مل پایا اب برہ مرم کا
بھٹکن چھوٹا دیر و حرم کا
سنشے بھاگا جنم مرن کا
توڑ دیا سب جال کرم کا
سُکھ پایا اب ہم دم دم کا
بھید پایا آج ہم سم دم کا
بھنور ہوا من سیت پدم کا
پھونک دیا گھر لاج شرم کا
کاٹا پھندا نیم دھرم کا

گیان دھیان واچک ہم چھوڑا
بھگتی بھاؤ کا پہنا جوڑا
بھگتی بھاؤ کی مہما بھاری
جانیں گے کوئی سنت بچاری
ست نام ست پرش آپارا
چوتھے ماہیں کرے دربارا
سُرت شبد مارگ کوئی پاوے
سو سکنا جڑھ لوک سدھاوے
سو ارگ آپ رادھا سوامی گائی
کوئی کوئی پرم بھگتی سے پائی

اگر میری باتیں ست سنگیوں کے دلوں میں بھرم اور شنکا رہنے دیں، تو میں سمجھوں گا کہ کمی مجھ میں یا میری باتوں میں ہے نہ کہ ست سنگیوں میں۔

"ستگور مارا کھینچ کر شبد سرنگی بان
میرا مارا جو جئے پھر تہ گہوں کمان"

کہی ہوئی بات اگر دوسرے کو ماننے پر مجبور نہ کرے تو بات کہنا ہی ویرتھ (بے معنی) ہے۔ بہتر ہے کہ بات اسی وقت کی جائے جب وہ با اثر ہو۔ ورنہ انسان چپ رہے۔

رادھا سوامی دیال لکھتے ہیں۔

"بھگتی سنائی سب سے نیاری"

وہ کون سی بھگتی ہے جس کی طرف انھوں نے اشارہ کیا؟ سُرت

شبد یوگ سے گیان حاصل ہوتا ہے۔ انسان کو تب پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ دراصل ہے کیا بلا۔ پھر وہ سمجھتا ہے کہ وہ پرم تتو سے نکلا ہوا ہے۔ اسے ہر وقت یہ خیال رہتا ہے۔

میں ہوں ست پرش کا داسا
اس دنیا میں دیکھن آیا تماسا

نتیجہ یہ یقین کہ میں کون ہوں۔ یہی "نیاری بھگتی" ہے جس کا ذکر بانی میں آیا ہے۔ پھر انسان دنیا میں رہتا ہوا جیون مکت اوستھا میں بچرتا ہے۔ اس وقت وہ نہ ہندو رہتا ہے اور نہ مسلمان۔ نہ عیسائی نہ سکھ۔ نہ یہ نہ وہ بلکہ سب تماشا تماشا ہی تماشا دیکھتا ہے اور مرنے کے بعد کہاں جاتا ہے؟ واپس اپنے منبع کو چلا جاتا ہے۔ جس مقام کا ذکر کہنے اور سننے سے پرے ہے۔

"لب کھلے اور بند ہوئے یہ راز زندگانی ہلا"

آواگون گیان سے چھوٹتا ہے نہ کہ نری باتوں سے۔ راز کا مل جانا ہی گورو کا مل جانا ہے۔

اگر آپ کو نام دان دینے والا خود ودیہہ گتی میں ہے تو یقین رکھئے آپ کبھی ادھورے نہیں رہ سکتے۔ وقت آنے پر آپ ضرور ودیہہ گتی کو پراپت کریں گے۔ بانی اس کی تائید کرتی ہے۔

"ست ڈاریا بیچ دھرتی میں کو سمرتھ جو جا سکے"

سنتوں کا بھاؤ جیووں کی اصلاح کرنا ہے۔ یہ کام پولیٹکل لائن والے نہیں کر سکتے۔ کیوں؟ کیوں کہ ان کا تہہ تک پہنچنا معنی رکھتا ہے۔ یہ "ایجنٹ بنا" جس کی بابت میں ست سنگ میں شروع سے

ذکر کر رہا ہوں تب تک نہ ملے گا جب تک پریم کی بھی خواہش دل میں باقی ہے۔ پریم کسی دوسرے سے ہوا کرتا ہے۔ پریم کی خواہش کا دل میں باقی رہنا گویا دوییت پنے کو قبول کرنا ہے۔ دوئی میں حقیقت نہیں ملتی۔ گورو کی صدا دیتے رہو گے آنند ملے گا مگر پورن شانتی نہ ملے گی انبھو ہی شانتی اور اجنیت بنا دے گا۔ یہ یاد رکھو۔

اصول یہ ہے کہ جو زیادہ بیتت ہے اس کو منزل تک پہنچنے میں دیر لگے گی۔ جو زیادہ لالچی ہے چاہے اسے بادشاہ بنا دو خوش نہ ہو گا۔

ابھیاس ہر شخص کے لئے ضروری نہیں ہے۔ کئی ایسے بھی ہیں جنھیں اس ابھیاس کی ضرورت نہیں۔ ان کی پچھلے جنموں کی کمائی ہے۔ وہ کیول کسی ودیہہ پرش کے پاس گئے۔ سنسکار لیا کام بن گیا مگر ایسا تو کبھی ہوتا ہے۔ انسانی زندگی کا مقصد اجنیت پنے کو حاصل کرنا ہے ہر شخص کی جنیتا الگ الگ ہے۔ اس لئے کوئی محرم راز ہی علاج بتا سکتا ہے۔

میری نیت یہی رہتی ہے کہ میں لکھیوں کی (رہبروں کی گوروؤں کی) اصلاح کر دوں۔ انھیں صحیح رائے دوں۔ الگ الگ جیو کی اصلاح کرنا میرے لئے مشکل کام ہے۔ جیسے کہا گیا ہے۔

"مول کو سینچو نہ کہ پتے پتے کو"

ملک کی حکومت مول ہے۔ مجھے امید ہے یہ کسی وقت کسی خاص مہاں پرش کے ہاتھ میں ہو گی جو دین اور دنیا سے بالاتر ہو گا۔ ایسا مہاں پرش ملک بلکہ دنیا میں صحیح طور پر خیر و برکت لا سکتا ہے۔

آپ کے گھروں میں آپ کے ماں باپ مُول ہیں۔

اپنی سمجھ کے موافق میں سنتوں کی تعلیم کا حکم بردار ہوں سنت مارگ کا ممنونِ ہوں۔ دکھی جیووں کو سکھی دیکھنا چاہتا ہوں کوئی نام دیوے مجھے اس سے مطلب نہیں۔ مجھے صرف انہیں سکھی دیکھنا مقصود ہے۔

آپ لوگ میرے کرم کٹانے میں سہایک ہو رہے ہیں۔ اس لئے آپ کا دھنیہ باد کرتا ہوں۔

تیری دیا کا درڑھ وشواس ہوا چرنوں میں پڑا نج داس ہوا

کروں بنتی دوؤ کر جوڑی۔ عرض سنو رادھا سوامی مورکیا
سنسار سے سہج اُداس ہوا
ست پُرش تم ستگورو داتا۔ سب جیوں کے پتوا ور ماتا
دھار رس بندھی گھٹ میں اجاس ہوا
دیا دھار اپنا کر لیجے۔ کال جال سے نیارا کیجے
تب سمجھوں گا اپا کا ناس ہوا
ست جگ ترتیا دواپر بیتیا۔ کاہو نہ جانی شبد کی ریتا
سب میں اگیان کا بھاس ہوا
کلجگ میں سوامی دیا وچاری۔ پرگٹ کر کے شبد پکاری
ودیا ست گیان کا بھاس ہوا
جیو کاج سوامی جگ میں آئے۔ بھو ساگر سے پار لگائے
تب دکھی جیو سکھ راس ہوا

تین چھوڑ چوتھا پد دینہا - ست نام سگورو گتی چینہا

انبھو کا آپ دکاش ہوا

جگمگ جوت ہوت اجیارا - گگن سوت پرچند ہارا

گھٹ بر ہم رنیدر کیلاش ہوا

سیت سنگھاسن چھتر براجے - انحد شبد غیب سے گاجے

ہیا اُمنگا سرتس بلاس ہوا

شر اکشر نہ اکشر پارا - نیتی کرے جہاں داس تمھارا

پرتھوی چھٹی گذر آکاش ہوا

لوک الوک پاؤں سکھ دھاما - چرن غرن دیجے لیشراما

رادھا سوامی چرن نواس ہوا

(تیسری بیٹھک سماپت ہوئی)

"دیال" اُردو ماہواری رسالہ

ایڈیٹر ٹھاکر نند و سنگھ جی مہاراج

یہ رسالہ پرم سنت اتادیال حضور مہرشی شیو برت لال جی مہاراج ورمن ایم اے (انجہانی) کے انمول خیالات کا خاص کر آئینہ ہے - بھٹرے اور کھو ئے ہوئے انسانوں کے لئے رہنمائی کا کام کرتا ہے - اس کا سالانہ چندہ چھ روپے - اس کا خریدار بنئے

ملنے کا پتہ -

دیال بھنڈار کیشو گری حیدر آباد دکن

وہاں رسائی ہے۔ کیا میں اب پوچھ سکتا ہوں کہ اس اوستھا میں
رہنے والے کی پھر کیا باسنائیں باقی رہ سکتی ہیں۔ اسے ڈیرہ دھام
سوسائٹی یا گدیاں وغیرہ بنانے سے کیا لگاوٹ باقی رہتی ہے۔
اس لئے یہ یاد رکھئے کہ ہر ایک گدی پت پرم سنت نہیں ہو سکتا
کہنے کو کوئی لاکھ کہے کہ وہ یہ ہے وہ وہ ہے مگر انسانی رہنی کو
جاننے والے جان ہی جائیں گے۔ اس بارے میں کبیر صاحب
نے بھی فرمایا ہے کہ سنت کوئی ورلا ہی ہوتا ہے۔ داتا کا فرمان
بھی اسی طرح ہے۔

"جگ میں جیوہیں بہتیرے پر فقیر کوئی ایکا"

یہاں اس سرشٹی میں ہر چیز کا مرکز ہے Elements
(تتووں) کا مرکز ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس کے سہارے کوئی کام
کرتا ہے۔ جب کوئی ستارہ یا کرّہ اپنے مرکز کے نزدیک آجاتا ہے
اس وقت اس کا اثر اُس وقت سے مختلف ہوتا ہے جب وہ اپنے
مرکز سے دُوری پر ہوتا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے ہیں کہ دوپہر
کے وقت جب زمین سورج کے نزدیک آجاتی ہے۔ کتنی گرمی
ہوتی ہے۔ اسی طرح جب بڑے بڑے سورج ست پرکاش
روپی مرکز کے ارد گرد چکر لگانے شروع کرتے ہیں اُس وقت
روحانیت کا سیلاب آجایا کرتا ہے اور سنتوں کا اس دنیا میں
بکثرت ظہور ہوتا ہے۔ یہ اصول کی باتیں ہیں جو میں آپ کو بتا رہا
ہوں۔ موجودہ سائنس بھی یہی کہتی ہے کہ ایسے ایسے کرّے
بھی ہیں جن کی روشنی زمین تک پہنچنے میں کئی سو برس لگ جاتے ہیں

اور کئی ایسے گرتے ہیں جن کی روشنی یہاں تک پہنچنے ہی نہیں پاتی خیر!
داتا دیال مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج اگر دھام کو نہ چھوڑتے تو مجھے شاید اُن کے پرم سنت ہونے میں شبہ پیدا ہو سکتا تھا۔ پرم سنت Un-attached یعنی کسی سے لپت نہیں ہوتا۔ ہاں ادھام یا ڈیرہ بنانا گورو مکھوں کا کام ہے۔ اِن کا دھام یا ڈیرہ ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ لوگوں کا اُدھار کیسے ہوگا! گورو مکھ مسافر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مسافر ہم سفر کو ساتھ لے جاتا ہے جس سے دونوں کا سفر آسانی سے کٹ جاتا ہے اور وہ منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔ دوستو! جو منزلِ مقصود تک پہنچ گیا (یعنی سنت) وہ مسافر کو کیسے منزل تک لے جا سکتا ہے۔ اس لئے گورمکھوں اور ڈیروں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ مگر سنت ان سے برتر ہوتے ہیں مجھ سے اب A.B.C (الف۔ب۔پ) نہیں پڑھائی جاتی کیوں؟ ایک پرنسپل کے لئے پانچویں جماعت کے لڑکے کو پڑھانا مشکل کام ہے۔ اس کو تو اس کا کلاس ٹیچر ہی پڑھائے گا۔ میرا خیال ہے میری سیدھی سادی اور موٹی باتوں کو آپ سمجھ رہے ہوں گے ہاں! جن کی کافی روحانی ترقی ہو چکی ہے وہ میرے پاس آئیں جو کسر رہ گئی ہوگی اپنی سمجھ کے مطابق اس کے عبور کرنے کا طریقہ بتلا دوں گا۔

سنت مت یا رادھاسوامی مت شروع میں میرے لئے ایک معمہ تھا۔ اس نے مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ اب راز کھل گیا اب شاید میری صاف بیانی سے وہ ناراض ہوں جو سچائی کو سننا

وہاں کا باسی ہو۔ اسی لئے بے خوف ہو کر کہا کرتا ہوں کہ میرا دھیان کرو۔ کوئی کہتے ہیں کہ اپنا دھیان کرو یا اُن کے گرو کا دھیان کرو۔ مگر میں ایسا نہیں کہتا۔ کیوں۔ کیونکہ جو آدمی جس کا دھیان کرے گا اس کی خو بُو اس کے وصف اس میں آتے جائیں گے۔ یہ سائنس کا اصول ہے۔ ادھورے آدمی کے تصور سے آپ پورے نہیں بن سکتے۔

گورو (کامل انسان) میں تمام وصف اسی طرح موجود رہتے ہیں جس طرح ایک لڑکی میں ماں بننے کا وصف۔ استری کا وصف بہن کا وصف، بیٹی کا وصف موجود رہتا ہے۔ جو اُسے جس بھاؤ سے دیکھے گا ویسے جذبات لے گا۔ گورو میں تمام کمالات ہوتے ہیں وہ آئیڈیل مانا گیا ہے۔ اسی لئے رادھا سوامی مت میں زندہ کامل انسان کے دھیان کی ہدایت ہے۔ اس کے علاوہ کوئی سنت کی آنکھوں سے آنکھیں ملائے گا تو اس میں راحت بخش اثرات داخل ہوں گے۔ عورت کی آنکھوں سے آنکھیں ملائے گا تو اور طرح کے اثرات لے گا۔ یہ صحبت کا اثر ہے۔

جب شبد اور پرکاش کھل جائے تو پھر گورو کے دھیان کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جتنی جلدی اس سے پیچھا چھوٹ جائے اچھا! اس بارے میں کبیر صاحب فرماتے ہیں۔

گورو ماتھے سے اترا سر سے ٹلی بلا
جیسا تھا ویسا بھیا کہے کبیر سمجھائے

اگر شبد اور پرکاش کھل جانے پر بھی گورو کے دھیان میں

لگے رہوگے تو اوپر کی ترقی رک جائے گی ۔ اوپر کی ترقی کیا ہے ۔

ہستی ہی ہستی رہتی ہی ہستی کا دور رہتا ہے
نہ وہاں چیلا کوئی اور نہ ہی کوئی گورو رہتا ہے
تموج میں رہتا ہے نور اور شبد اس حالت میں
زندگی ختم ہوتی ہے ابد ہستی کا دور رہتا ہے
وہی چشمہ زندگی جس کو کہتے ہیں پرم تتو
اس میں سب انجوؤں کا انجو رہتا ہے

میں چاہتا ہوں کہ اب میرے پاس کوئی سجن نہ آئیں ۔

زندگی میں رام کی تلاش تھی زندگی نے کی اسکی جستجو
زندگی جاتی رہی تب آ گیا مقام ہو

اپنے کرم کے بھوگ بس یا موج کے آدھین ۔

آئے تھے چولہ انسانی میں انجو اپنا کہہ چلے
کیوں آئے تھے اس کا بھی راز ہم پا چلے

چونکہ یہ گرید اور جنون انسانی زندگی میں لازمی ہے اس لئے انسانی نسل کو کہے جاتا ہوں کہ اصلی خدا مالک یا آدھار نور اور شبد ہے اور وہ نور اور شبد خود ہی پھیل کر مختلف وجودوں دوارا اپنے چشمہ کی طرف جاننے کا خواہشمند رہتا ہے۔ اس کے مختلف وجودوں میں داخل ہونے سے ایک خاص قسم کی انرجی (Energy) (طاقت) یا سنسناہٹ پیدا ہوتی ہے اور وقت پر ختم ہوتی رہتی ہے۔ اس انرجی کا نام زندگی ہے۔ یہ کرنی کے کھیل کے موافق زندگی کبھی آتمک کبھی مانسک کبھی شاریرک کھیل کھیلتی رہتی ہے پھر زندگی کیا ہے :۔ لب کھلنے اور بند ہونے

داتا کا شبد

گورو روپ نہ سمجھے کوئے بھرم میں پڑے اگیانی

گوروکو مانش جان کر یں نگری کا بوہار سو پراتی انی موڑھ ہیں کیسے جائیں بھو پار
دیہہ کے بنے انجاتی ۔ گورو روپ......

گوروکو مانش جان کر سینت پرشادی لے سو تو پشو سمان ہیں سنسے میں اٹکے
گورو تتو نہ جانی۔ گورو روپ....

گوروکو مانش جان کر مانکھ کریں وچار سو نر موڑھ گنوار ہیں بھول رہے سنسار
موہ کے پھانس پھنسانی ۔ گورو روپ...

گوروکو مانش جان کر جبڑ کی چلتے چال وہ بندھن کو کیوں تجیں ویا پے مایا کال
پڑے یونی کی کھاتی ۔ گورو روپ....

گورو نام آدرش کا گورو ہے من کا اشٹ اشٹ آدرش کو نہ لکھے سمجھو اسے کنشٹ
بات بوجھے من مانی ۔ گورو روپ....

گورو بھاؤ گھٹ میں رہے الکھ سو گٹ کی کھا جسے سمجھ انسی نہیں وہ ہے موڑھ مہان
نہیں گورو روپ پچھانی ۔ گورو روپ...

چیلہ تو چیت میں رہے گورو چیت کے آکاش اپنے میں دونوں لکھے وہی گورو کا داس
رہے گورو دید گھٹ ٹھانی ۔ گورو روپ...

سُرت شبد گورو شبد ہے شبد گورو کا روپ شبد گورو کی پرکھ میں ڈوبے بھرم کے کوپ
نر جنم گنوانی ۔ گورو روپ....

گورو گیان کا تتو ہے گورو گیان کا سار　　گورو بِت گورو گم جے لکھے پھر ہیں بھوجے بھار
کنول جیسی گتی آنی - گورو روپ ....
رادھاسوامی ستگورو سنتشنی کی بات سمجھائے　　جو ہیں مانے بچن کو اُرجھ اُرجھ اُرجھائے
کون سمجھ یہ بانی - گورو روپ ....

سیٹھ درگا داس کی بدولت یہاں ست سنگ کا اہتمام
ہوا ہے - میں انھیں پتا سمان ہوں - آشیرباد دیتا ہوں
کہ اپنے جیون میں وہ ضرورت مندوں کی سیوا کرتے رہیں
یہ بھی دعا دیتا ہوں کہ انھیں شانتی ملے - بس
(چوتھی بیٹھک سماپت)

ساری دنیا (اردو) - ماہواری رسالہ
ڈیرہ بابا جیمل سنگھ براستہ بیاس ضلع امرتسر پنجاب
یہ آپ کے پرانے خدمت گاروں میں سے ہے اس کے ایڈیٹر شری
امرناتھ جی مجو وزیرآبادی ہیں - لکھائی چھپائی بڑھیا -
آنجہانی مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج ورمن ایم اے اور پنڈت
فقیر چند جی فقیر کے آزادانہ خیالات اس میں قریباً ہر ماہ شامل
ہوتے ہیں جو پریشان دلوں کو سکون اور راحت بخشنے میں مدد کرتے ہیں
رسالہ ہذا علمی - ادبی - اخلاقی جسمانی اور روحانی مضامین سے پر ہوتا ہے
سالانہ چندہ صرف پانچ روپے چار آنے - اگر آپ تا حال اس کے خریدار نہیں ہیں
تو کوئی مضائقہ نہیں اب ناظرین میں اپنا نام لکھائیے - نمونہ کی کاپی ۸ / ر

پرارتھنا (نثر)

آیا ہوش میں جب آئی تھی ہوش مجھ کو ‏— تھا میں لگا ڈھونڈنے میرے آدھار تجھ کو
جب تک تمیز ہے کیسے ہو سکتا ہوں منکر ‏— یہ آرزو تھی میری پاؤں دیال تجھ کو
اک خواب زندگانی کا تھا میرے پیارے ‏— جس کے اثر سے میں نے داتا میں مانا تجھ کو
زندگی میری گذری ہے تیری تلاش میں ہاں ‏— کھو کر زندگی اپنی پایا ہے دیال تجھ کو
تو آدھار ذات مطلق۔ خورشید کا روپا ‏— اس میں ملوں دائمی لے اب ملا تو مجھ کو
سنا سارا دیکھا ہر بات کو سمجھا ‏— اب سب کچھ ہوں بھینٹ کرتا لے دیال تجھ کو
جیسا کرایا تو نے کر دیا ہے میں نے ‏— غلطی ہے یا سچائی اس کا نہ بھار مجھ کو
ست پُرش رادھاسوامی داتا دیال میرے ‏— اپنی شرن دو اب تم بچہ سمجھ کے مجھ کو
وہ سفید رنگ کی روشنی الکھ کا نور جو ہے ‏— اس میں ملا دے دائمی داتا پیارے مجھ کو

(مہرشی شیوورت لال جی)

اے پرم تتو۔ آدھار مطلق۔ تو ہے۔ ہے۔ ہے۔ موج یا کرم بھوگ کے بس زندگی گذاری۔ اب سچا اور دائمی وصال چاہتا ہوں۔ اگر کوئی اور کرم یا موج ہے تو سچائی سے کرا لے۔

تیری انش بہ شکل فقیر

E N D S

سوانح عمری

پرم سنت حضور مہرشی شیو برت لال جی مہاراج ورمن ایم اے

ہر جگہ رہتے ہیں دنیا میں بشکل مختلف
چینی ہیں ہندی ہیں ایرانی ہیں یا جاپانی ہیں ہم

آپ کے نام نامی سے کون واقف نہیں۔ آپ نے اتنی کتابیں تصنیف کیں کہ دنیا بھر کا ریکارڈ توڑ دیا۔ جو احسان آپ نے روحانیت پسندوں پر کیا اس کا کوئی حد وحساب نہیں۔

ضرورت محسوس کی گئی ہے کہ مہرشی جی مہاراج موصوف کی ضخیم سوانح عمری معہ تعلیم تیار کی جاوے۔ چنانچہ یہ کام دیال پنڈت فقیر چند جی مہاراج فقیر نے شری موہن لال نیر (حال مقیم مکان نمبر 983 شیواجی سٹریٹ قرول باغ دہلی نمبر 5 آنریری اسسٹنٹ سکریٹری دیال فقیر آتمک لائبریری کے سپرد کیا ہے۔ جو بڑے پریم سے اس کام کو کر رہے ہیں۔ ڈھائی سو صفحات سے زیادہ کا مسودہ اس وقت تک تیار ہو چکا ہے اور خیال ہے کہ سوانح عمری (معہ تعلیم) کی ضخامت کم از کم 1500 صفحات تک پہنچے گی۔ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ مہرشی جی مہاراج کی تعلیم جو اُن کی ہزارہا کتب میں جھلک رہی ہے) کا نچوڑ سوانح عمری میں لایا جاوے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ سب سجن اس کام میں ہاتھ بٹائیں۔

جو دو طرح سے ہو سکتا ہے

(۱) جن صاحبان کو مہرشی جی مہاراج کے جیون سے تھوڑی یا بہت واقفیت ہو۔ خواہ جو اعلیٰ صفات انھوں نے مہرشی جی موصوف میں دیکھی ہوں وہ براہِ راست لکھ کر فقیر صاحب کے پاس بھیج دیں۔

(۲) روپئے کی مدد جتنی کسی سے ہو سکے کریں کیونکہ کافی روپئے کی ضرورت ہے۔ جن صاحبان سے روپئے کی مدد ملے گی ان کے نام بصد شکریہ مشتہر کئے جائیں گے۔

اس کے علاوہ جو صاحبان سوانحعمری کو بہتر بنانے کی تجاویز بھیجیں گے ان کا بھی شکریہ ادا کیا جاوے گا۔

المشتہر

نندلال سچدیو (عرف آنند دیال)

آنریری سکریٹری دیال فقیر آتمک لائبریری

25/32 راجندر نگر پرانا، نئی دہلی